کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

اور

کادیانی کے عربی خطبہ کتاب وساوس کے بعض اغلاط کی فہرست

اور

عیسائیوں کی باہمی مقدس جنگ پر منتظر اسلامی رائے

زمانہ اشاعت رسالہ نمبر الغایت نمبر ۸ جلد ۱۵- اشاعۃ السنۃ میں یہہ تینوں مضمون لکھے جا چکے تھے- بلکہ تیسرا مضمون چھپ بھی گیا تھا لیکن بعض عوائق کے سبب انکے اشاعت رسالہ مذکور کے ساتھ نہ ہوسکی اب اُن میں بعض مطالب بڑھا کر انکی اشاعت عمل میں آتی ہے- وباللہ التوفیق +

مضمون اوّل

کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

ان دنوں کادیانی نے کئی تازہ افترا اس خاکسار و دیگر علماء پر کئے اور کئی خدا تعالی پر جو اُسکے دجال وکذاب ہونے پر تازہ اور روشن دلائل ہیں اور اسی غرض (اُسکے دجالیت کے اثبات) سے انکے اشاعت عمل میں آتی ہے- ورنہ گذشتہ واقعہ اگر اس سے کوئی غرض ونتیجہ مقصود نہ ہو تقویم پارینہ کا مصداق بن جاتا ہے- اور وہ اس لائق نہیں رہتا- کہ وہ ذکر وبیان میں آوے-

خاکسار پر اُسکا ایک تازہ افترا اُسکا اپنے رسالہ ”حجت“ کے صفحہ ۱۱ میں یہہ کہتا ہے ”واضح ہو کہ شیخ صاحب بٹالوی کی خدمت میں وہ اشتہار جس میں بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے انکو دعوت کی گئی تھی بتاریخ یکم اپریل ۱۸۹۳ء پہنچایا گیا تھا- چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب جو اشتہار لیکر لاہور گئے تھے- یہہ پیغام لائے- کہ بٹالوی صاحب نے وعدہ کرلیا ہے- جو یکم اپریل سے دو ہفتہ تک جواب چھاپکر بھیجدینگے

سو دو ہفتہ تک انتظار جواب رہا۔ اور کوئی جواب نہ آیا پھر دوبارہ اُن کو یاد دلایا گیا۔ تو انہوں نے بذریعہ اپنے خط کے جو میرے اشتہار میں چھپ گیا ہے۔ یہ جواب دیا۔ کہ ہم اپریل کے اندر اندر جواب چھاپ کر روانہ کرینگے۔ چنانچہ اب اپریل بھی گذر گیا۔ اور بٹالوی صاحب دو وعدے کر کے تخلف کیا ہم اِن پر کوئی الزام نہیں لگاتے۔ مگر انہیں آپ شرم کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آپ تو دوسروں کا نام کاذب اور وعدہ شکن رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

اِس افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اسکا رد و جواب

نہ مرزا خدابخش یکم اپریل کو میرے پاس آپکا اشتہار لایا۔ نہ مینے یکم اپریل سے دو ہفتہ تک وعدہ جواب کیا۔ مرزا خدابخش تو ۷ اپریل کو جمعہ کے دن مجمع عام وہ اشتہار لایا جس پر مینے اسوقت حرف اتنا کہا کہ اسکا جواب سوچکر دیا جاویگا۔ اس کے سوا نہ جواب کا وقت مقرر کیا نہ کسی میعاد کے اندر جواب چھاپ کر بھیجنے کا وعدہ دیا۔ آپ یا آپ کا وکیل خدابخش اپنے بیان مذکور میں سچے ہیں۔ تو اُس پر شہادت پیش کریں۔ یہ نہ ہو سکے۔ تو جھوٹے پر حسب عادت قدیم خود لعنت کہیں۔ ہم سے شہادت چاہیں تو ہم اپنے بیان پر شہادت پیش کرنے کو حاضر ہیں۔ جھوٹے پر لعنت کہلائیں تو لعنت کہنے کو بھی مستعد ہیں۔ دوبارہ آپ نے تقاضا جواب کیا۔ تو اُس کے جواب میں جو کچھ ہم نے لکھا تھا۔ وہ آپ اشتہار ۱۹ اپریل میں اور ہمارے رسالہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۲ میں منقول و موجود ہے۔ جس کے الفاظ بعینہا یہ ہیں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب و اجابت رسالہ میں چھاپکر مشتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جوان ہی باقیماندہ ایام اپریل میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"۔

ان الفاظ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اِن میں نہ جواب مذکور کو اپریل کے اندر چھاپنے کا آپ سے وعدہ ہوا ہے۔ نہ آپکے پاس اُس کے ارسال کرنے کا ذکر ہے۔ اِن میں تو حرف مینے اپنے ارادہ کا اظہار کیا ہے۔ دفقرہ چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں غور سے ملاحظہ

کریں) پھر اس ارادہ کے موافق وقوع وظہور کی امید ظاہر کی ہے۔ (ان ہی باقی ماندہ ایام اپریل میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ غور سے پڑھیں) پھر اس ارادہ کے مطابق خاکسار نے اپنا فعل پورا بھی کر دیا۔ یعنے اپریل کے اندر ہی جواب تحریر کر کے کاپی نویس کو دیدیا۔ اور اس امر سے کادیانی کو بذریعہ کارڈ نمبر ۲۱ مورخہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء مطلع بھی کر دیا۔ رہا اس جواب کو چھاپ دینا (جو کارکنان مطبع کاتب و پرنٹر کا فعل تھا۔ سو اُس کی نسبت بھی مینے تو ارادہ کیا۔ ان لوگوں کو تقاضا شدید کیا گیا۔ مگر اُن سے اُس پر عمل نہ ہو سکا۔ اُنہوں نے عشرہ اوسطائی مئی میں اس جواب کو طبع کیا۔ اور اس عشرہ اوسط میں وہ جواب بذریعہ پیکٹ نمبری ۲۶۵ کادیانی کے نام بمقام کادیاں روانہ کیا گیا۔ اور اُسکی ایک نقل بمقام امرتسر اس خیال سے کہ شاید وہ مباحثہ عیسائیوں کے لئے امرتسر آگئے ہوں۔ ارسال کی گئی ✦

اب ناظرین داد انصاف دیں اور ایمان سے کہیں کہ اس کارروائی میں مجھ سے کونسی وعدہ خلافی ہوئی ہے مینے کادیانی کو کونسا وعدہ دیا تھا۔ جس کا خلاف کیا۔ مینے تو صرف اپنا ارادہ ظاہر کیا اور اس ارادہ کی نسبت ایک خیال و امید کا اظہار کیا تھا۔ سو وہ ارادہ وقت پر ظہور پذیر ہوا۔ گو اس خیال و امید کا (جس کو فعل غیر سے تعلق تھا) ظہور اپنے وقت پر نہ ہوا۔ پھر آپ کا خاکسار پر دوبار وعدہ خلافی کا الزام قائم کرنا افترا نہیں تو پھر افترا کس چیز کا نام ہے۔ اور یہ افترا پردازی دجالیت نہیں۔ تو صفت دجالیت کی حقیقت کیا ہے۔ آپ پر جو وعدہ خلافی اور عہد شکنی کا الزام قائم کیا گیا ہے۔ وہ بلا تحقیق و خلاف واقع نہیں ہے۔ آپ نے جو وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں ہم سے کی ہیں۔ وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴ میں و نمبر ۸ جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۴ وغیرہ وغیرہ میں مرقوم ہیں اور جو عام لوگوں سے وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں کی ہیں۔ وہ لوگ جانتے ہیں قیمت براہین احمدیہ کا ہزار ہا۔ روپیہ آپ خورد برد کر گئے ہیں۔ اور اس کے طبع و اشاعت کے کئی وعدے دے چکے ہیں مگر کتاب ہنوز در بطن شاعر

کا مصداق ہے۔ سراج منیر کو چند ہفتہ کے بعد شائع کرنے کا وعدہ آپنے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کیا تھا۔ اور لوگوں سے خوب روپیہ بٹورا۔ مگر وہ سراج ہنوز گل ہوا نظر آرہا ہے۔ آپ میں کچھ شرم حیا کا مادہ ہوتا تو اب براہین احمدیہ و سراج منیر کے سالہا سال کے وعدوں اور ٹال مٹولوں کو پیش نظر رکھکر ہمارے جواب کے چند روزہ توقف طبع پر زبان درازی نہ کرتے۔ مثل مشہور ہے۔ چھاج تو بولتا ہے۔ چھلنی کیا بول سکتی ہے جس میں ہزار چھید ہوتے ہیں۔ مگر شرم ہو تب۔ آنحضرت نے سچ فرمایا ہے۔ اذا لم تستحي فاصنع ما شئت۔ جس کا ترجمہ یہ مصرع ہے۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔

خاکسار پر اس کا دوسرا تازہ افترا اُسکا اپنے اتباع اور عام اہل اسلام میں یہ شائع کرنا ہے۔ کہ عیسائیوں کے مباحثہ میں ابوسعید محمد حسین پادریوں کو خفیہ مدد دیتا رہا ہے۔ کادیانی کے دعوی نشان نمائی پر جو پادریوں نے اندھے کوڑھی وغیرہ مریض کادیانی کے سامنے پیش کرکے درخواست کی تھی۔ کہ آپ اس دعوی میں سچے ہیں۔ تو ان بیماروں کو اچھا کر دکھائیں یہہ بھی اسی (ابوسعید) کی تعلیم تھی۔ پادریوں نے جو ایک فہرست آیات بیبل مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں پیش کی تھی۔ یہ بھی اسی (ابوسعید) کے ہدایت نشان دہی سے تھی۔ وعلی ہذالقیاس اس قسم کی باتیں کادیانی نے نہ صرف زبان سے کہیں اور حاضرین جلسہ مباحثہ میں پھیلائی ہیں۔ بلکہ چھاپ کر مشتہر کی ہیں۔ اور دور دور تک پہنچائی ہیں جن سے اس کا مقصود یہ ہے۔ کہ اُس سے عموماً اہل اسلام اور خصوصاً اسکے دام افتادہ نادانوں کو خاکسار کی نسبت سوء ظنی پیدا ہو۔ اور یہ امر اسکے نسبت حسن عقیدت اور اس کی تقلید کا موجب ہو۔

ایک رسالہ موسوم "سچائی کا اظہار" جو از سرتا پا کذب کا اشتہار ہے اُسی اثناء مباحثہ میں شائع کیا۔ تو اِس کے صفحہ ۳ میں یہ افترا درج کیا کہ

"غالباً گمان گذرتا ہے۔ کہ خود شیخ صاحب امداد کی غرض سے پوشیدہ طور پر حضرات پادری صاحبوں کی خدمت میں گئے ہونگے۔ کیونکہ جو ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور اشاعۃ السنۃ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں۔ وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اگر شیخ جی کو قسم دیکر پوچھا جائے۔ تو غالباً انکار بھی نہیں کرینگے۔ اور پھر جب وہ ضمیمہ نور افشاں جو ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء میں چھپا ہے اور اسوقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اسکو غور سے دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی گواہی دے رہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے۔ آپ (اے باشندگان جنڈیالہ) ایک ایسے بزرگ کو (یعنی اس عاجز کو) بحث کے لیے پیش کرتے ہو جنکو ادنیٰ ایک محمدی شخص بھی تصور کرنا مشکل ہے۔ آپ کن خیالوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ کیا آپ نے وہ فتویٰ جو کہ علماء اسلام پنجاب و ہندوستان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں شائع کئے ہیں۔ نہیں دیکھے وہ فتاوے مذکورہ میں یوں لکھتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے تئیں فتویٰ دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ کتاب و سنت و اقوال علماء امت اُسکی صحت پر شاہد ہیں۔ سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجال و کذاب سے احتراز اختیار کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو کہ اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں نہ اسکی صحبت اختیار کریں اور نہ اسکو ابتداءً سلام کریں اور نہ اسکو دعوت مسنون میں بلاویں اور نہ اسکی دعوت قبول کریں اور نہ اسکے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اسکی نماز جنازہ پڑھیں یہ دین کے چور ہیں بیماری بڑھاتے ہیں۔ دجال۔ کذاب ملعون۔ ملحد۔ دائرہ اسلام سے خارج کافر بلکہ اکفر۔ پلید بھیڑی۔ ابلیس کا گمراہ کیا ہوا اور اوروں کا گمراہ کرنیوالا اہل سنت و جماعت سے خارج بڑا بھاری دجال بلکہ عم دجال۔ اور دین کے ذریعہ سے دُنیا کمانیوالا۔ اور اگر مفصل دیکھنا ہو۔ تو کتاب اشاعۃ السنۃ النبویہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں"+

ہر چند اُسکے ان تقریری و تحریری اکاذیب کا خواص اہل اسلام پر کچھ اثر نہ پڑا انہوں نے ان کو دروغ بے فروغ سمجھا۔ اور اُنکو سنکر سبحانک ھذا بہتان عظیم کہدیا۔ ازانجملہ ایک ہمارے

مکرم دوست مسلمانان امرتسر سے ایک باوقعت رئیس خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب ہیں جنہوں نے خاکسار کو بالمشافہ کہا کہ یہ لوگ آپکی نسبت یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ آپ درپردہ پادریوں کو مدد دے رہے ہیں۔ مگر میںنے اسکے جواب میں یہہ کہدیا ہے۔ کہ محض بہتان ہے۔ خواہ کوئی اپنے زعم میں اسکے ثبوت میں ایسے قطعی دلائل پیش کرے۔ جیسے ’’دو اور دو چار‘‘ تب بھی میں ان باتوں کو صحیح تسلیم نہ کرونگا‘‘۔ مگر بعض عوام کالانعام خصوصاً کادیانی کے دام افتادہ نادان ان باتوں کو راست سمجھکر خاکسار پر افسوس۔ اور کادیانی کی نسبت حسن ظنی و ہمدردی کا اظہار کررہے ہیں۔ ازانجملہ ایک شخص دجو اپنے آپ کو ’’مولوی عبدالسبحان خان‘‘ لکھتے ہیں) اپنے کارڈ مورخہ ۱۳ ارجون ۱۹۰۳ء میں لکھتے ہیں۔ اسوقت سب اہل اسلام کس قدر خوش ہوتے کہ آپ جیسے جید اور فاضل مولوی بھی مرزا صاحب کے حامی ہوکر عیسائیوں کو ہدایت کرتے خیر ہدایت نہ سہی ہدایت نہ کرتے پر ان کو پوشیدہ امداد تو نہ کرتے۔ الراقم آپکا ہادی مولوی عبدالسبحان خان از شاہپور۔ ان ہی نادانوں کی سوء ظنی رفع کرنیکے لئے خاکسار نے اس افترا کادیانی کے ذکر و بیان سے تعرض کیا۔ اور اسکے رد و جواب کا قصد کیا ہے اور اگر کادیانی کا یہ افترا دُست خود دہان خود کا مصداق رہتا۔ اور عوام و نادان خصوص بر اسکا اثر نہ پڑتا۔ تو اُسکے بیان و ردّ سے تعرض نہ کیا جاتا*

اِس افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اسکا ردّ و جواب

زمانہ مباحثہ میں یا اُسکے متصل (من بعد یا ما قبل) نہ خاکسار کی کسی پادری مقابل و مباحث کادیانی سے ملاقات ہوئی نہ اُن سے کسی مسئلہ میں مکاتبت ہوئی۔ نہ کسی مسئلہ میں اُنہوں نے مجھسے مدد چاہی۔ نہ میںنے خود بخود انکو مدد دی۔ نہ میری بتائی ہوئی کوئی بات اُنہوں نے مباحثہ میں پیش کی۔ کئی سال ہوئے دغالباً ۱۸۹۳ء ہوگا) کہ حاجی غلام حسن مرحوم اور مولوی غلام نبی صاحب سلمہ وغیرہ احباب و روسا و ارکان امرتسر کے تحریک و شمولیت سے خاکسار ڈپٹی عبداللہ آتھم مباحث کادیانی کے مکان پر گیا اور اُن سے مسئلہ کفارہ مجوزہ عیسائیوں میں مباحثہ ہوا۔ پھر

ڈپٹی صاحب اِن ہی دنوں خاکسار کے فرودگاہ پر آئے۔ اِسکے بعد نہ مینے اُنکو کبھی دیکھا نہ اُنہوں نے مجھے۔ اور نہ اُسوقت سے آجتک کبھی میری اُنکی خط وکتابت ہوئی۔ اور کادیانی کے دوسرے مباحث ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک صاحب میڈیکل مشنری کی تو آجتک مینے شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ کسی مسئلہ میں میری اُنکی خط وکتابت ہوئی۔ ہاں رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ میں کادیانی کے حق میں فتوی علماء پنجاب وہندوستان شائع ہوا ہے۔ اور وہ امرتسر ولاہور کے کتب فروش دکانداروں سے ہر کسی کو مل سکتا ہے۔ خدا جانے کہاں سے ان کے ہاتھ آگیا اس فتوی کے چند فقرات والفاظ بحق کادیانی انہوں نے انتخاب کر کے اُنکے دست آویز سے جو کہ سلسلہ مباحثہ میاں محمد بخش پاندہ دیسی مکتب جنڈیالہ ضلع امرتسر کو اپنے اشتہار مورخہ مطبوعہ اختر پریس امرتسر میں یہ الزام دیا۔ کہ ہم نے تو محمدیوں یعنی مسلمانوں سے مباحثہ کرنا منظور کیا تھا۔ تم نے ایک ایسے شخص کو مباحثہ کے لئے منتخب کیا ہے۔ جو باتفاق علماء اہل اسلام کافر وزندیق قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار ڈاکٹر کلارک کے شائع ہونے پر کادیانی رسالہ سچائی کا اظہار شائع کیا۔ جس میں ان فقرات کو درج کیا۔ جو بصفحہ ۲۰۹ میں منقول ہو چکے ہیں اور پھر اثناء مباحثہ میں اور اُس کے بعد کادیانی اور اُسکے اتباع نے یہ کہنا اور شائع کرنا شروع کر دیا۔ کہ ابوسعید محمد حسین پادریوں کو مسائل ودلائل مباحثہ میں مدد دیتا ہے۔ فلاں فلاں بات جو پادریوں نے پیش کی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اُسکی بتائی ہوئی ہے۔ وارث دین عیسائی لاہور میں گیا تھا۔ اور اُس سے وہ باتیں لکھا لایا ہے وعلی ہذا القیاس۔ ان مفتریات و بہتانات کا رد و جواب اول تو وہی ہے۔ جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اور اب اسکی مزید تشریح کرتا ہوں۔ کہ زمانہ مباحثہ سے اسوقت تک نہ میں کسی پادری یا عیسائی کے پاس گیا۔ نہ میری پاس کوئی پادری یا اُنکا کوئی فرستادہ پیغام لیکر آیا۔ نہ میں وارث دین عیسائی کو جانتا ہوں۔ نہ کسی اور اُنکے فرستادہ یا وکیل سے چارچشم یا ہم سخن ہوا ہوں۔ نہ کسی عیسائی نے مجھ سے کوئی مسئلہ متعلق بحث پوچھا۔ نہ میں نے خود بخود بلا واسطہ یا بالواسطہ اُن کو مسائل ودلائل بحث سے کچھ

بتایا یا لکھا یا یا اشارہ کیا اپنے اپنے بیان میں فریقین میں سے جو شخص جھوٹا ہو خدا اُسپر وہ عذاب و لعنت نازل کرے ۔جو آجتک ملعون و کاذب پر نازل نہ ہوا ہو*

کادیانی اور اُسکے دروغ گو اتباع اپنے بیان میں سچے ہیں۔ تو وہ بھی جھوٹے پر ان الفاظ سے لعنت کہیں۔ اور بالمشافہ نہ سہی تحریری مباہلہ کریں۔ دوسرا جواب یہ کہ کادیانی کا خاکسار پر یہ الزام کہ درپردہ عیسائیوں کو مدد دی ہے۔ خاکسار پر ایک کفر یا فسق کا الزام ہے کیونکہ اسلام کے مقابلہ میں مخالفین اسلام کو مدد دینا کفر ہے۔ اور اُسکے فسق ہونے میں تو کادیانی کو بھی شک نہو گا۔ اور کفر و فسق کے الزام کے ثبوت کے لئے کادیانی نے ایک نہایت مہذبانہ و شریفانہ اصول اپنی کتاب وساوس میں بیان کیا ہے۔ ہم کادیانی کے اس الزام کے ثبوت کے لئے اسی مہذبانہ شریفانہ اصول کو پیش کر کے اس مضمون کے مطابق کادیانی سے اس الزام کا ثبوت چاہتے ہیں۔ کادیانی صاحب نے وساوس کے صفحہ ۲۹۲ میں وہ مہذبانہ و شریفانہ اصول ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔ ”جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو۔ اول تو جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی کفر و فسق کا الزام نہیں لگاتا۔ اور اگر لگاوے۔ تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے۔ کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے“۔ اس اصول کے مطابق خاکسار بڑے ادب و انکسار سے کادیانی کی خدمت میں ملتمس ہے۔ کہ اگر آپ دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں۔ تو آپ کو اس خداوند قادر ذو الجلال کی قسم ہے جسکی قسم پر حضرت نبی صلعم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ کہ آپ حسب خیال دعویٰ خود ثابت کر دکھاویں۔ کہ خاکسار کسی پادری کے پاس گیا یا کوئی پادری یا اُسکا وکیل پیغام لیکر میرے پاس آیا۔ یا اُنہوں نے کوئی مسئلہ زیر بحث مجھے پوچھا یا مینے خود بخود کسی مسئلہ یا اُسکے دلیل (مثلاً کوڑھی اندھے کو پیش کرنا وغیرہ) کی بابت اُن کو کچھ کہا یا بتایا یا اشارہ کیا۔ ان امور سے کوئی امر آپ روز روشن کی طرح ثابت کر سکیں تو آپ خود ہی خیال کر لیں کہ پھر اپنے شریفانہ مہذبانہ اصول مجوزہ کے رو سے آپ کون بنتے ہیں۔ ہم اس

باب میں ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے +

آپ نے جو اس الزام کی تقریر میں "رسالہ سچائی کا اظہار" کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ "غالباً گمان گذرتا ہے۔ کہ شیخ صاحب امداد کی غرض سے حضرات پادری صاحبوں کے پاس گئے ہونگے" وہ اس الزام کا ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ اس ثبوت کی نفی کرتا ہے۔ اور صاف بتاتا ہے کہ آپنے اُس اصول شریفانہ مہذبانہ کی پابندی سے تحقیق کامل کی طرف رخ نہیں کیا۔ بلکہ صرف ظن اور اٹکل سے کام لیا ہے۔ جو بحکم اصول مذکورہ جس شخص کا کام ہے آپ جانتے ہیں اور جو اُس کے ثبوت میں یہ کہا ہے "کہ جو ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور رسالہ اشاعۃ السنۃ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے مشابہ ہے" یہ بھی ثبوت نہیں بلکہ مغالطہ ہے۔ وہ عبارت اور اس کی فقرات والفاظ ہماری عبارت کے مشابہ کیا ہونگے وہ تو بعینہ خاکسار کے عبارت والفاظ ہیں۔ اس عبارت والفاظ وفقرات کو ڈاکٹر کلارک صاحب نے ہمارے فتوی سے نقل کیا اور خود ہمارے فتوی کا حوالہ دیا جسکو کادیانی نے عبارت منقولہ صفحہ ۲۰۹ میں خود نقل کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خاکسار نے بذات خود بالمشافہ یا بذریعہ تحریر ڈاکٹر کلارک کو وہ الفاظ بتائے ہیں۔ تیسرا جواب خاکسار پادریوں کو مدد دیتا تو پھر اپنے محاکمہ میں انکی ویسی ہی خبر کیوں لیتا۔ جیسا کہ آپکی خبر لی ہے کیا اس صورت میں اُسکو پادریوں سے افشا کے راز کا اندیشہ نہ ہوتا +

اگر مینے حوصلہ اور جرأت کر کے باوجود سابقہ موافقت اور درپردہ اعانت پادریوں کے اب اُنکے خلاف میں قلم اُٹھایا ہے۔ تو ضرور ہے۔ اور عصبت مذہبی کو لازم ہے۔ کہ وہ میرے اس خلاف کے اشاعت پر اس راز موافقت ومخفی اعانت کو فاش کریں۔ اور اس خلاف کا بدلہ لیں اور یہ مشتہر کریں کہ پہلے تو تم نے خود ہی ہم کو یہ مسائل ودلائل بتائے اور تمہاری ہی تعلیم ومدد سے ہم نے وہ مباحثہ میں پیش کئے۔ اب تم نے خود ہی اسکا خلاف کیا۔ اور ہم کو ناحق الزام دیا۔ یہ امر اشاعت محاکمہ پر پادریوں سے وقوع میں نہ آیا اور ہرگز نہ آئیگا انشاء اللہ تو اس سے کس وناکس کو جو کادیانی

کی تقلید میں اندھا بہرانہ ہوگیا ہوگا۔ یقین ہوگا کہ خاکسار نے درپردہ پادریوں کو مدد نہیں دی۔ اور اس دعوی مدد دہی میں کادیانی بھنتری کذاب ہے اور یہ امر اسکے دجال ہونے پر بڑی بھاری دلیل ہے +

خدا تعالی پر کادیانی کا ایک تازہ افترا

خاکسار کی نسبت اسکی وہ پیشگوئی ہے۔ جو رسالہ "حجت" کادیانی کے صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے" کہ اب اسکے کشتی گرداب میں ہے۔ جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے۔* وانی رایت ان ہذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ ورایت کانہ ترک التکفر وتاب۔ وہذہ رویائی وارجو ان یجعلہا ربی حقا۔ غلام احمد از قادیاں ۴۔ مئی ۱۸۹۳ء +

اس افترا کے ذیل ضمن میں صفحہ ۲۱ "حجت" میں اسنی خاکسار اور دیگر علما اہل افتا پر ایک افترا بھی کیا ہے" کہ انہوں نے صرف اس وجہ سے کہ وہ (کادیانی) مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے اسکو کافر بلکہ اکفر کہدیا ہے۔ اور انہوں نے مجھہ (کادیانی) پر یہ افترا کیا ہے۔ کہ گویا یہ عاجز (کادیانی) ملائک کا منکر ہے۔ اور معراج نبوی کا انکاری ہے۔ اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ کافر ٹھہرانے کے لئے اس بیچارہ نے کیا کچھہ افترا کئے ہیں۔ ان ہی غموں میں مر رہا ہے۔ کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے"۔

خدا پر افترا کادیانی کے افترا ہونے کا ثبوت اور اسکا رد وجواب

اس پیشگوئی کا پہلا حصہ اسکے دوسرے حصہ کا مکذب ہے۔ پہلے حصہ میں خاکسار کی جانبری کو محال قرار دیکر ہلاکت یعنے عذاب کا ڈر سنایا۔ دوسرے حصہ میں جو عربی عبارت میں ہو۔ ایمان اور توبہ کی بشارت دیکر

---

* اس عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں (کادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ یہ آدمی (خاکسار کی طرف اشارہ ہے) اپنی موت سے پہلے میرے ایمان پر ایمان لائیگا۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا اسنے مجھے کافر کہنا چھوڑ دیا۔ اور وہ اس سے

اس عذاب سے بے ڈر کردیا ہے۔ اور خاتمہ بالخیر ہونیکا مژدہ دیا ہے۔ جو پہلے حصہ کا صریح مخالف و مکذب ہے جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ اس الہام منامی میں کادیانی نے خداتعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ خداتعالیٰ کی شان اس سے اجل وارفع ہے کہ وہ کسی سچے ملہم کو دو الہام متناقض اور ایکدوسرے کا مکذب الہام کرے۔ کادیانی نے اپنے وساوس کے حاشیہ صفحہ ۳۱۸ میں خاکسار کے دل کی حالت کجی ظاہر کر کے ہدایت سے محروم رہنے کی خبر دی ہے اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ کسی کے دل کی حالت بجز خداتعالیٰ کسی کو معلوم نہیں ہوتی اور جو شخص کسی کے دل کی حالت کے علم کا مدعی ہوتا ہے وہ اسباب میں الہام آلہی کا مدعی ہوتا ہے پس اگر وہ الہام کادیانی سچا ہے۔ تو اس الہام منامی کے کذب و افترا علی اللہ ہونے پر یہ دوسری دلیل ہے۔ یہ اس الہام منامی کادیانی کے کذب و افترا علی اللہ ہونیکا ثبوت اور اسکا ردیہ ہے۔ اب ہم اس الہام کے متعلق کادیانی کو ایک نوٹس دیتے ہیں +

نوٹس

اے کذاب کادیانی و دجال لاثانی تو نے خاکسار کی نسبت الہام مندرجہ کی اشاعت چاہی تھی سو دو دفعہ دی گئی۔ ایک دفعہ مشروط بشرط اجازت قانونی۔ دوسری دفعہ اس شرط سے مجرد اور عام اجازت اس صورت سے کہ وہ الہام پہلے اشاعۃ السنہ میں چھپے اور اس میں اسکے الفاظ و معانی کی تحقیق و تعیین و تشریح و تبیین ہو جائے پھر جس اخبار میں تو چاہے اس الہام کے اشاعت کا تجھے اختیار رہے۔ مگر تو نے ہماری طرف سے اس اجازت دفعہ ثانی کا انتظار نہ کیا۔ اور ایک الہام (یا احتلام شیطانی) میعاد چالیس روز کا خاکسار کے نسبت وساوس کے صفحہ ۶۰۴ شائع و مشتہر کردیا۔ جس میں خداتعالیٰ تجھے جھوٹا و روسیاہ کیا چنانچہ صفحہ ۱۲۵ نمبر ۶ جلد ۱۵۔ اشاعۃ السنہ میں اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ دوسرا یہ الہام منامی۔ حلم شیطانی رسالہ حجت میں شائع کردیا۔ آئندہ تو نے اس خاکسار کی نسبت کسی قسم کا کوئی الہام اشاعۃ السنہ میں شائع کرانے

بقیہ حاشیہ۔ تائب ہوگیا ہو۔ یہ میرا خواب ہے۔ امید ہو کہ خدا اسکو سچا کریگا +

ہنیز کسی رسالہ یا کسی اخبار یا اشتہار میں شائع کیا۔ تو تجھے ضرور عدالت میں حاضر ہونا پھر سنٹرل جیل کا نظارہ کرنا ہوگا۔ انشاء اللہ و تقدس۔ بہتر ہے کہ ان گیدڑ بھبکیوں سے باز آجا ورنہ سخت پچھتائیگا +

خاکسار اور دیگر علماء اہل افتاء پر اُسکے افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اُس کا ردّ و جواب

کادیانی کے اس قول کو کہ علماء اہل افتاء نے اُسکو صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر کہا ہے کہ وہ حضرت مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے۔ اُسکا یہ قول کہ اُن علماء نے مجھ پر یہ افترا کیا ہے کہ یہ شخص وجود ملائکہ سے منکر ہے۔ معراج نبوی سے انکاری ہے۔ مدعی نبوت ہے معجزات کو نہیں مانتا جھٹلا رہا ہے۔ اور صاف بتا رہا ہے کہ ان علماء نے اُسکو صرف وفات مسیح کا قائل ہونیکے سبب کافر نہیں کہا۔ بلکہ اُسکے اقوال و عقائد مذکورہ (جسکو کادیانی افترا قرار دیتا ہے اور وہ علماء ان اقوال و عقائد کا ثبوت اُسکی کتابوں سے پیش کر رہے ہیں) بھی اس تکفیر کے موجب اور وجوہات ہیں قادیانی نے صرف قول و اعتقاد وفات مسیح کو سبب تکفیر ٹھہرانے میں محض افترا سے کام لیا ہے۔ پھر بحکم آنکہ "دروغ گوئی را حافظہ نباشد" اپنے اِس دعوی کا خود خلاف کیا۔ اور اُسکے برخلاف یہ بھی اُسکی قلم سے چار ہی سطر کے بعد نکل گیا۔ کہ ان علماء نے ازراہ افترا مجھ پر یہ دفعات کہ یہ مدعی نبوت ہے وجود ملائکہ معراج نبوی اور معجزات سے انکاری ہے۔ بھی قائم کئے ہیں۔ جس سے انکا مقصود یہ ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کافر ٹھہر جائے۔ جو صاف اور صریح اِس کہنے کے برابر ہے۔ کہ اعتقاد وفات مسیح سے وہ کافر نہ بنا سکے تو اُنہوں نے یہ چار جھوٹے دفعات یا جرم مجھ پر قائم کئے۔ اور مجھے کافر بنایا۔ اِس کہنے کے ساتھ اُسکا وہ کہنا کہ اُنہوں نے مجھے صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب کافر کہا ہے۔ افترا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کادیانیو! انصاف اور شرم سے کام لیکر جواب دو۔ منصفو! اور انصاف دو

یہ کادیانی کی کلام کا صریح منطوق و مفہوم ہے۔ اور امر واقعی بھی یہی ہے۔ کہ صرف وفات حضرت مسیح کے اعتقاد کے سبب کادیانی کو اہل افتار نے کافر نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ صرف ایک اس عقیدہ بدعیہ کے سبب وہ کافر ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ وہ صرف اتنی ہی بات میں سلف و خلف کا خلاف کرتا۔ تو اسکو صرف مبتدع و گمراہ کہا جاتا اس نے تو اکثر اصول اسلام و تسنن کو اُلٹ پلٹ کر دیا ہے۔ اور ایک نیا دین قائم کیا۔ اور اسلام میں وہ باتیں نکالی ہیں جو قدیم اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ ازانجملہ چاروں یہ باتیں بھی ہیں۔ جن کو اُسنے خود بیان کر کے علماء اہل افتار کا افترا قرار دیا ہے۔ ان ہی باتوں کی نظر سے علماء اہل افتار نے اسکو کافر و اکفر کہا ہے۔ نہ صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب +

کادیانی کا ان باتوں کو افترا قرار دینا انصاف اور حیا کے جو انسانیت کے لوازم سے ہیں خلاف ہے۔ یہ باتیں اُسکی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنکا پتہ و نشان ہم بارہا اپنے رسالہ میں تفصیل بتا چکے ہیں اس مقام میں اس تفصیل کا اجمال نقل کرتے ہیں۔ **پہلی بات** (وجود ملائکہ سے انکار) اسی معنے کر اُسکی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ وہ جبرائیل وغیرہ ملائکہ کے اصلی وجود سے زمین پر اور انبیا کے پاس آنے سے انکاری ہے۔ اور اِس بات کا قائل ہے کہ جس جبرائیل یا روح القدس کو انبیا کے پاس آنیوالا اور اُنکے ساتھ رہنیوالا اور اُنکو دکھائی دینیوالا تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ ان ہی انبیا کے اندرونی صفت ہے۔ اور اُن کے محبت کا نتیجہ ہے۔ اور اِن ہی کی خیالی صورت ہے۔ وہ کوئی خارج از انسان جبرائیل نہیں ہے۔

اور اُس کا یہ اعتقاد اُسکے رسالہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ صفحہ ۲۵ صفحہ ۲۹ صفحہ ۳۳ صفحہ ۳۸ صفحہ ۶۸ صفحہ ۷۰ صفحہ ۷۹ وغیرہ میں موجود ہے۔ جنکی اصل عبارات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ میں بضمن فتویٰ اور نمبر ۱ جلد ۱۴ میں بضمن جواب فیصلہ آسمانی منقول ہیں اور اسکی آخری کتاب دساوس کے صفحہ ۲، ۷، ۷۰ لغایت ۷۹ میں مرقوم ہے۔ جنکی اصل عبارات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۵ میں ہیں۔ اس مقام میں اسکے چند فقرات بعینہا اسکے الفاظ سے نقل

کئے جاتے ہیں۔ توضیح کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے۔ ان دونوں محبتوں (یعنے محبت خدا و محبت بندہ) کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتے ہیں۔ ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ اور اسکے صفحہ ۲۵ میں ہے۔ یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اُسکو روح امین بولتے ہیں۔ اور اُسکا نام شدید القویٰ اور ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ اور اسکے صفحہ ۲۹ میں ہے محققین اہل اسلام اسبات کے ہرگز قائل نہیں۔ کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں۔ اور اسکے صفحہ ۷۹ میں ہے۔ جب جبرائیلی نور جنبش میں آتا ہے۔ تو معاً اُسکی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے بہی نام سے موسوم کرنا چاہیے محب صادق کے دل میں نقش ہوجاتی ہے۔ اور اُسکی محبت صادقہ کی ایک عرض لازم بنجاتی ہے۔ کادیانی صاحب اور ناظرین! انصاف سے کہو۔ ان عبارات میں جبرائیل وغیرہ فرشتوں کے اصلی وجود سے زمین پر اور انبیاء کے پاس آنیکے صریح اور صاف انکار نہیں ہے؟ اور کیا یہ تصریح نہیں ہے کہ جو روح القدس انبیاء کے پاس آتی اور رہتی اور دکھائی دیتی ہے۔ وہ ان ہی کے ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ اور عرض لازم تھی۔ نہ خارج از انسان کوئی روح القدس اور یہی اعتقاد علماء اہل اقرار نے ہمارے (کادیانی صاحب) کیطرف منسوب کیا ہے۔ پہر یہ افترا کیونکر ہوا؟

دوسری بات (معراج نبوی سے انکار) بہی اسی معنے کر آپکی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ آپ معراج جسمانی آنحضرت کے قائل نہیں اور یہ انکار آپ کے صریح کلام میں بصفحہ ۴۷ وغیرہ ازالہ کے موجود ہے جو پورا پورا فتویٰ کے صفحہ ۱۳۱ میں اور جواب فیصلہ آسمانی کے صفحہ ۴۳ میں میں منقول ہے۔ اس مقام میں اُسکا ایک فقرہ نقل کیا جاتا ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۴۷ میں ہے۔ اس جگہہ اگر کوئی اعتراض کرے۔ کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے۔ تو پھر آنحضرت کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے

اور دوسرا نام یہ تینوں نام یا صفات قرآن میں جبرائیل علیہ السلام کے حق میں استعمال ہوئے ہیں کادیانی کہتا ہے ان تینوں سے وہی اندرونی صفت محبت سے متولد جبرائیل مراد ہے +

ساتھ نہیں تھا"۔ کادیانی صاحب کیا یہ عبارت آپکی نہیں ہے۔ اور اس میں معراج جسمانی سے انکار نہیں ہوا۔ ہوا ہے۔ تو پھر علماء اہل افتا نے اس میں کونسا جھوٹ ملا دیا۔ اور آپ پر کیا افترا کیا +

تیسری بات (کادیانی کا مدعی نبوت بلکہ رسالت ہونا) اسکی صریح کلام میں موجود ہے اور توضیح مرام صفحہ ۱۸ میں و ازالہ کادیانی صفحہ ۵۳۳ و صفحہ ۶۷۳ وغیرہ میں مرقوم ہے۔ جنکی پوری عبارات فتوی مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ میں بصفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۷۲ وغیرہ اور جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ نمبر ۲ جلد ۱۴ میں بصفحہ ۴۳ منقول ہیں۔ اس مقام میں اس کے ایک دو فقرات نقل کئے جاتے ہیں۔ ازالہ کادیانی کے صفحہ ۵۳۳ میں ہے۔ خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی" اور اس کے صفحہ ۶۷۳ میں ہے۔ اور اس آنیوالیکا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کی مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنے جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشینگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے۔ بھیجا گیا ہے"۔ کادیانی صاحب آپ نے ان عبارات میں اپنے تئیں نبی اور احمد رسول نہیں کہا۔ ؟ کہا ہے۔ تو پھر علما اہل افتا نے آپ پر کیا افترا کیا ہے +

چوتھی بات (معجزات سے انکار) بھی اہنی معنے کر آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ آپ آنحضرت کے بوجود جسمانی آسمان پر جانے کو خارق عادت سمجھکر نہیں مانتے اور حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتی و خلق طیور وغیرہ سے انکاری ہیں۔ سو یہ انکار آپکے صریح کلام میں توضیح مرام کے صفحہ ۹ اور ازالہ کے صفحہ ۴۷ اور صفحہ ۲۱ و ۱۹۷ و ۳۰۱ و ۳۰۵ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۲۳ وغیرہ میں موجود ہے۔ جن کی پوری عبارات

و ۳۰۱ و ۳۰۵ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۲۳ وغیرہ میں موجود ہے۔ جن کی پوری عبارات فتوی میں بصفحہ ۱۲۸ وغیرہ اور جواب فیصلہ آسمانی میں بصفحہ ۳۶ وغیرہ منقول ہیں اِس مقام میں چند عبارات بطور تمثیل نقل کیجاتی ہیں۔ توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں ہے۔ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید رسول حضرت خاتم الانبیاء[۱] سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں۔ جواب ملا۔ قل سبحان ربی یعنے خداتعالیٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے۔ کہ ایسی کھلی کھلی خوارق اس دار الابتلا میں دکھاوے۔ اور ازالہ کادیانی کے صفحہ ۴ میں ہے۔ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔ اور اسکے صفحہ ۳۰۳ میں ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک مٹی کے کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسی پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس نجاری کا کام بھی کرتے رہے اور اسکے صفحہ ۳۰۵ میں ہے ماسوا اسکے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنے مسمریزمی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ اور اسکے صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔ غرضکہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اُن میں پھونک مار کر اُنہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کے تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ ایک کھیل

[۱] آنحضرت ﷺ کو کادیانی کا خاتم الانبیا کہنا اس معنے کر ہے کہ اب کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لیکر نہ آئیگا مطلق نبوت کو کادیانی ختم نہیں سمجھتا۔ و بنا بر علیہ وہ خود بھی نبوت کا مدعی ہے توضیح مرام صفحہ ۱۹ و رسالہ ہذا کا صفحہ ۲۱۹ ملاحظہ ہو +

کی قسم سے تھا۔ اور اسکے صفحہ ۱۴۳ میں ہے۔ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہیں ہوا۔ کہ وہ بولتا ہو الخ اور اسکے صفحہ ۲ میں ہے۔ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں مریگا"

کادیانی صاحب! ان عبارات میں کیا آنحضرت کے معجزہ معراج جسمانی سے اور حضرت مسیح کے معجزات کے حقائق مشہورہ سے صریح وصاف انکار نہیں ہے؟ پھر علماء نے آپ پر کیا افترا کیا ہے؟

خدا تعالیٰ پر کادیانی کا دوسرا افترا

خدا تعالیٰ پر کادیانی کا دوسرا افترا اسکے وہ لاف زنی یا بزعم اسکے پیشگوئی ہے۔ جو مباحثہ عیسائیوں کے آخری پرچہ مورخہ ۵ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۷ میں اُس نے کی اور وہ بحق اسلام مسلمانان سخت مضرت رسان ہے +

وہ یہ ہے

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جبکہ مینے بہت تضرع وابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی۔ کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلے کے سوا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اُسنے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنے فی دن ایک مہینا لیکر یعنے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ اور اُسکو سخت ذلت پہنچیگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اُس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آویگی بعض اندھے سوجاکھے ہوجاوینگے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگینگے"

یہ کادیانی کی اصلی لاف زنی یا پیشگوئی ہے۔ اس میں جو فریق مخالف کا ہاویہ کے گرایا جانا

بیان کیا ہے - اسکی تفسیر کادیانی نے اسی پرچہ کے صفحہ ۸ میں باین الفاظ کی ہے -

"میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے - یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے - تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں - مجھکو ذلیل کیا جاوے - روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے طیار ہوں - اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی کریگا - ضرور کریگا - ضرور کریگا - زمین آسمان ٹل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلینگی اب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں - کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا - تو کیا یہ سب آپ منشا کے موافق کامل پیشگوئی ٹھہریگی یا نہیں اور رسول صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں"

اِس لاف زنی یا پیشگوئی کے بحق اسلام مضرت رسان ہونے
اور
اِسکے کذب وافترا ہونے کا ثبوت
اور
اسلام سے اسکی مضرت کی مدافعت

اسلام کے مخالفین اور اس دین کے طاعنین اور پیشوایان اسلام کی اہانت کرنیوالے اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانیوالے اگر سب کے سب صفحہ دنیا سے اُٹھ جائیں اور ایک آن میں ہلاکت کو پہنچ جائیں تو خس کم جہاں پاک کی مثل صادق آوے اور ہر ایک مسلمان کی آنکھ میں نور اور سینہ میں سرور ہو مگر کسی مسلمان کا خواہ وہ کیسا ہی ولی وملہم ومبشر ہو دبجز حضرات انبیاء علیہ السلام کے جو تبلیغ میں معصوم اور خدا کی طرف سے مخبر ومبشر ہوتے ہیں اور اپنی الہامی بشارتوں خبروں اور پیشگوئیوں میں دائماً وابداً صادق ومصدوق ہوتے اور کسی خبر متعلق موت یا حیات وغیرہ میں - جو الہام کی مدد سے وہ دیتے ہیں - کبھی جھوٹے نہیں نکلتے - اور وہ اپنے الہام اور الہامی خبروں

پر بغیر کسی آزمائش کے یقین کرنے کے مامور ہوتے ہیں) یہ حق او منصب نہیں کہ وہ اپنے الہام وبشارت کے وقوع وظہور کو اسلام کی سچائی کا معیار قرار دے اور اپنے الہام وبشارت پر اعتماد کر کے کسی خاص شخص یا فرقہ کے موت کو اسلام کے سچائی کا مدار ونشان ٹھہراوے اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں یہ کہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ تو ضرور وہ شخص یا فرقہ فوت ہو جاویگا اور اگر وہ فوت نہ ہوا۔ تو میں اسلام کو چھوڑ کر مخالف مقابل کا مذہب اختیار کر لونگا یا اسکے بدلے اپنی جائداد کا نصف حصہ اپنے مقابل کو اسکے مذہب کے اشاعت وترویج کے لئے دیدونگا۔ جیسا کہ کادیانی نے کیا اور کہا ہے ❊

❊ اس لاف زنی یا پیشگوئی اور اسکی تفسیر میں کادیانی نے اس نشان موت کو آنحضرتؐ کی صداقت کا نشان ٹھہرایا! منقول ہے اور رسالہ "حجت" کے ، میں نشان دکھانے کی شرط یہ تجویز کی ہے۔ کہ اگر میرا نشان سچا نہ نکلا۔ تو میں مذہب اسلام چھوڑ دونگا۔ یا تائید مذہب عیسائی کے لئے اپنی جائداد کا نصف حصہ دیدونگا چنانچہ کادیانی نے "حجت" کے صفحہ ۳ و ۵ و ۶ میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ مباحثہ سے کوئی بین فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ فریقین اپنے اپنے تحریروں پر حاشیہ چڑھا کر اپنی فتح ظاہر کرینگے۔ پھر صفحہ ۷ میں کہا ہے۔ ان وجوہات کے خیال سے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط رجسٹرڈ یہ صلاح دی گئی تھی کہ مناسب ہے۔ کہ چھ دن کے بعد یعنے جب فریقین، اپنے اپنے چھ دن پورے کر لیں۔ تو ان میں مباہلہ بھی ہو۔ اور وہ صرف اسقدر کافی ہے۔ کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالےٰ سے آسمانی نشان چاہیں۔ اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو پھر جس فریق کی تائید میں کوئی نشان آسمانی ظاہر ہو۔ جو انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہو جسکا مقابلہ فریق مقابل سے نہ ہو سکے تو لازم ہوگا۔ کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرلے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے۔ اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے۔ تو واجب ہوگا۔ کہ اپنی نصف جائداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالہ کر دے۔ پھر صفحہ ۸ میں کہا ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں طرف سے

یعنی [illegible] صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ میں

جو شخص مدعی اسلام کہلا کر مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ایسا کرے۔ اور کسی مخالف اسلام کی موت یا کسی اور نشان کو مدار نشان و شرط حقیت اسلام قرار دے وہ درحقیقت مسلمان نہیں بلکہ دشمن اسلام ہے۔ اور مخالفین اسلام کا چھپا دوست اور اُن کا وکیل ہے جو بظاہر مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے مگر درپردہ اس مقابلہ میں زرگری کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے۔ کہ اس

کوئی نشان ظاہر نہو یا دو نو طرف ظاہر ہو۔ تو پھر کیونکر فیصلہ ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ راقم اس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھیگا اور ایسی سزا کے لائق ٹھہریگا۔ جو بیان ہوئی ہے" اس دعوی و درخواست کادیانی کے جواب میں آپکے مقابل نے مباہلہ کرنے سے جسمیں لعنت کرنا لازمی امر ہے تو انکار کیا مگر یہ وعدہ دیا کہ اگر آپ کوئی نشان یا معجزہ دکھائینگے۔ تو ہم دین اسلام قبول کر لینگے۔ چنانچہ رسالہ "حجت" کے صفحہ ۱۳ میں آپنے قول مخالف و مقابل نقل کیا ہے۔ "قولہ بہرکیف اگر جناب کسی معجزہ کے دکھانے پر آمادہ ہیں۔ تو ہم اسکے دیکھنے سے آنکھ بند نہ کرینگے۔ اور جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی آپکے معجزہ سے کر سکتے ہیں۔ اُسکو اپنا فرض عین سمجھینگے۔ اور رسالہ اظہار کے صفحہ ۵ میں اُسکا خط نقل کیا ہے۔ جو ذیل میں منقول ہے +

"نقل خط مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب ۹ مئی ۱۸۹۳ء"

"مُنمقام امرتسر"

"جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں

بجواب جناب کے حجۃ الاسلام متعلق بندہ کے عرض ہے کہ اگر جناب یا اور کوئی صاحب کسی صورت سے بھی یعنے بہ تحدی معجزہ یا دلیل قاطع عقلی تعلیمات قرآنی کو ممکن اور موافق صفات اقدس باری کے ثابت کر سکیں۔ تو میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ مسلمان ہو جاؤنگا جناب یہ سند میری اپنے ہاتھ میں رکھیں باقی منظوری سے مجھے معاف رکھئے۔ کہ اخباروں میں اشتہار دوں + دستخط مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب"

نشان و دلیل و شرط کے عدم ظہور سے اسلام کا عجز و مغلوب ہونا ظاہر ہوا اور مخالفین اسلام کو غلبہ و فتح حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ ابتداء زمانہ نبوت سے اس وقت تک کبھی کسی مسلمان ولی ملہم مبشر و پیشگو نے کبھی مخالفین اسلام کے مقابلہ میں پیشگوئی کرنے یا کوئی اور نشان دکھانے کے وقت یہ دعویٰ نہیں کیا۔ (جو کادیانی نے کیا ہے) کہ اگر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۴ کسی دعوی و درخواست و تجویز و شرط کی بنا پر اور اسی سلسلہ میں کادیانی کے مقابل نے اس سے نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ کادیانی نے اپنے آخری پرچہ کے صفحہ ۶ میں کہا ہے۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے معجزات سے منکر ہیں۔ اور اس کی پیشگوئیوں سے بھی انکاری ہیں۔ اور مجھ سے بھی اس مجلس میں تین بیمار پیش کر کے ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ کہ اگر دین اسلام سچا ہے۔ اور تم فی الحقیقت ملہم ہو تو ان تینوں کو اچھا کر کے دکھاؤ۔ پھر صفحہ ۷ میں اس کے جواب میں کہا۔ "مگر تاہم میں دعا کرتا ہوں اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے"۔ تا آخر لاف زنی جو صفحہ ۲۲۱ میں منقول ہوئی۔ پھر اس کے صفحہ ۸ میں اس کی تفسیر کر کے ڈپٹی صاحب سے سوال کیا ہے۔ کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا۔ تو آپ کے منشاء کے موافق یہ کامل پیشگوئی ٹھہر گی یا نہیں اور اس سے رسول صلعم کے سچے نبی ہونے پر محکم دلیل قائم ہو گی یا نہیں"۔ اس تمام سیاق و سباق سے ناظرین اہل انصاف پر صاف ثابت و ہویدا ہو گا۔ کہ یہ نشان کادیانی نے اپنی اسی تجویز کے سلسلہ میں پیش کیا ہے۔ اور اس نشان کو دین اسلام اور آنحضرت صلعم کے صدق و ثبوت کا نشان ٹھہرایا ہے۔ لہذا اس میں اس کی وہ شرط کہ اگر یہ نشان ظاہر نہ ہوا۔ تو وہ دین اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو جاویگا۔ اور اگر عیسائی نہ ہوا۔ تو دین عیسائی کی امداد و ترویج کے لئے اپنی جائداد کا نصف حصہ عیسائیوں کو دیدیگا

میں یہ نشان نہ دکھا سکا تو میں دین اسلام کو چھوڑ دونگا - بلکہ اسلام میں اور پہلے دینوں میں جب مخالفوں کے طرف سے نشان نمائی کا سوال و مطالبہ ہوا - تو بسا اوقات نشان نمائی سے صاف انکار واقع ہوا - اور یہ ارشاد ہوا "قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین" - جس میں یہ ہدایت و تعلیم ہے کہ دین کی سچائی نشان نمائی پر موقوف نہیں - نشان ظاہر نہ ہو تب بھی دین سچا ہے - اور اس کی ذات اپنی صداقت پر دلیل ہے - ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب - اور جب کسی مسلمان نے کوئی نشان ظاہر کیا تو اس میں اس شرط کو کہ اگر یہ نشان ظاہر نہوا - تو میں دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جاؤنگا تسلیم نہیں کیا - اور اگر کسی شرط* مخالفین کو مانا تو اسے حد حد تک مانا کہ اس کا اثر مذہب پر کچھ نہ پڑے - اس کا اصل اصول اور اس پر دلیل معقول جس سے کسی با خبر مسلمان کو حتی کہ نام کے مسلمان کادیانی کو بھی انکار کی گنجائش نہو - یہ ہے - کہ کسی مسلمان ولی ملہم مبشر پیشگو کو یہ جائز و حلال نہیں ہے - کہ اپنے الہام و بشارت و پیشگوئی کے مضمون و صدق و تحقق کا ایسا یقین اور اس پر ایسا وثوق و اعتماد کرے - کہ در صورت عدم تحقق مضمون پیشگوئی یا تحقق اس کے خلاف کے وہ اسلام کو سلام کرے - اور دین اسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ - اسکی طرف سے ملحوظ و برقرار ہے کیونکہ اس شرط سے اس نے انکار نہیں کیا - گو فریق ثانی نے نشان دیکھنے پر صرف اس بات کو تو مانا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیگا - مگر اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ بصورت عدم قبول اسلام وہ نصف جائداد فریق مقابل کو دیدیگا +

* اسکی ایک نظیر حضرت صدیق اکبر کا پیشگوئی فتح روم کے متعلق مشرکین مکہ کے اس شرط کو قبول کرنا ہے کہ اگر ۹ سال کے عرصہ میں روم کو فتح نہ ہوئی تو اس کے بدلے میں سو اونٹ بطور تاوان بھر دونگا اس موقعہ پر آپنے یہ نہ کہا کہ اگر یہ پیشگوئی قرآن پوری نہ ہوئی تو میں دین اسلام چھوڑ دونگا + (اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۲ وغیرہ ملاحظہ ہوں اور تفاسیر معالم فتح البیان وغیرہ) +

چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔ بلکہ یہ واجب اور لازم ہے کہ درصورت عدم تحقق پیشگوئی یا بشارت یا تحقق خلاف وہ یہ سمجھے۔ کہ میری وہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہ تھی اگر تھی تو اُسکے معنے وہ ظاہری مراد نہ تھے۔ جو مینے سمجھے تھے۔ اس پیشگوئی کا وقوع نہیں ہوا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ میرا وہ الہام جھوٹا اور شیطانی تھا۔ یا اسکے معنے مینے غلط سمجھے تھے۔ اس سے اسلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ اسلام اس کے الہام کے تابع ہے۔ وہ تابع اسلام نہیں ہے۔ جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہے۔ ہم نے تو اس اصول کو غیر نبی کی اُن پیشگوئیوں اور الہامات وبشارات کی نسبت جو بالآخر دین اسلام کی صداقت کے معارض ومزاحم ہوں۔ بیان کیا ہے۔ مگر طرفہ یہ ہے۔ کہ کادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام پیشگوئیوں اور بشارات کی نسبت یہی جنرل رول قرار دیا اور کہا ہے۔ کہ عموماً آنحضرت کی پیشگویوں کی ظاہری معنے مراد نہیں ہوا کرتے۔ اور اگر اُن کے ظاہری معنے پر زور ڈالا جائیگا۔ تو درصورت عدم ظہور معانی ظاہری ایمان ہاتھہ سے جاتا رہیگا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۱۸۰ میں کہا ہے۔ اور پیشگویوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں پورے ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھہ میں نہیں آسکتے۔ چہ جائے کہ دوسرے لوگ اُن کو یقینی طور پر سمجھہ لیویں دیکھو جس حالت میں ہمارے سید ومولی آپ اس بات کا اقرار کرتے ہوں کہ بعض پیشگویوں کو مینے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو۔ کب ایسا دعوی کر سکتے ہیں۔ کہ ہماری سمجھہ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اسی طریق کو

پسند کرتے رہے ہیں کہ بطور اجمالی پیشگوئی پر ایمان لے آویں۔ اور اسکی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی۔ حوالہ بخدا کریں۔ اور میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ کہ اقرب با من جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ یہی مذہب ہے۔ کہ محض الفاظ پیشگوئی پر زور نہ ڈالا جائے۔ اور تحکم کے راہ سے یہی دعویٰ نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور ظاہری صورت پر ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا تو پھر پیشگوئی کے صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر پر حمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا تاویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے۔ تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۱۴۲ میں کہا ہے میں پھر دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں اولیا بھی داخل ہوں اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے صورت پیشگوئیوں کو مان لیا ہے۔ انکی طرف سے ہرگز یہ دعویٰ نہیں۔ اور نہ ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ شاید اس پیشگوئی کے ایسے تفاصیل مخفی ہوں۔ جو ابتک کھلے نہیں۔ درحقیقت تمام انبیاء کا یہی مذہب رہا ہے۔ کہ وہ پیشگوئی کی اصل حقیقت کو خدا تعالیٰ کے وسیع علم پر چھوڑتے رہے ہیں اسی وجہ سے وہ مقدس لوگ باوجود بشارتوں کے پانیکے پھر بھی دعا سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ جیسا کہ بدر کی لڑائی میں فتح کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔ اس خیال سے کہ شاید پیشگوئی میں کوئی ایسے امور مخفی ہوں یا وہ کچھ ایسے شروط کے ساتھ وابستہ ہوں جن کا علم ہم کو نہیں دیا گیا۔ اور اسکے صفحہ ۳۹۶ میں کہا ہے۔ سو ان وقتوں میں نبی کریم کو بطور تسلی وحی

فرمایا گیا - کہ اگرچہ حالت نازک ہے مگر تو بباعث ضعف بشریت شک مت کر یعنے یہ خیال مت کر کہ شاید اس پیشگوئی کے معنے اور ہونگے" - اس کلام میں کادیانی کے بہت سے اکاذیب وملحدانہ مغالطات پائے جاتے ہیں - (جیسے کادیانی کا یہ کہنا کہ انبیاء اپنے پیشگوئیوں کے معنے نہ سمجھتے تھے - اور اُن میں غلطی کرتے - اور یہ کہنا کہ امت محمدیہ کا اتفاق کورانہ اجماع ہے - اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم جنگ بدر میں اس خیال سے دعا وتضرع کرتے تھے - کہ شاید پیشگوئی فتح بدر سے کچھ اور مراد ہو وغیرہ وغیرہ جملہ انبیاء اور آنحضرت خاتم الانبیاء پر افتراء ہے مگر اس افترا کی تفصیل کا یہ محل نہیں - بلکہ ہمارا "ریویو ازالہ کادیانی" اس کا محل ہے - اس مقام میں اس کلام کو صرف اس امر کے اظہار کی غرض سے نقل کیا گیا ہے - کہ اس میں کادیانی نے بڑے زور سے بیان کیا ہے - کہ آنحضرت صلعم کی پیشگویوں کے ظاہری معنے کا مراد ہونا یقینی اور ضروری نہیں - بعض پیشگویوں کے آنحضرت نے ظاہری معنے سمجھے تو وہ خطا نکلے - لہٰذا ہر ایک پیشگوئی نبوی کے ظاہری مراد لینے سے زوال ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ممکن ہے - کہ ان ظاہری معنے کا ظہور نہ ہو - اور پھر آنحضرت کی نسبت شک پیدا ہو - اور اس سے ایمان جاتا رہے" - کادیانی کے اس بیان پر اس پر یہ الزام قائم ہوتا ہے جب آنحضرت صادق ومصدوق کی پیشگویوں کی نسبت کادیانی کا یہ اعتقاد ہے تو پھر وہ اپنی پیشگویوں کے (جو بطور نشان صداقت اسلام وہ مخالفین اسلام کے مقابلہ پیش کرتا ہے) ظاہری معنے کا کیونکر یقین کر سکتا ہے - اور کس طرح ان معنے کے ظہور کو اسلام کی صداقت کی شرط ٹھہرا سکتا ہے - کیوں جائز نہیں - کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہ ہوں - کیا اسکا الہام آنحضرت صلعم کے الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے - اور وہ اپنے الہام وپیشگوئی کے معنے سمجھنے میں خطا سے معصوم ہے - اس کا اگر یہ دعویٰ ہے - تو پھر اسکے کفر میں کیا شک ہے اور اگر وہ یہ

دعویٰ نہ کرے اور اپنے اِس اصول اور جنرل رول کو اپنے پیشگوئیوں کی نسبت بھی مان لے۔ اور یہ اقرار کرے۔ کہ اس کی پیشگوئیاں بھی ظاہری معنے کے یقین کے موجب و مثبت نہیں ہوتیں۔ اور وہ احتمال رکھتے ہیں کہ اُن کے ظاہر معانے مراد نہ ہوں تو پھر اس کا مخالفین اسلام کے مقابلہ یہ کہنا۔ کہ اگر میری پیشگوئی کا وقوع نہ ہوا۔ اور میں نے آسمانی نشان نہ دکھایا۔ تو میں مذہب عیسائی قبول کر لونگا۔ اور دین اسلام چھوڑ دونگا۔ دیدہ دانستہ التزام و تسلیم کفر نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اس صورت میں بھی بحکم اِس مسئلہ فقیہہ و علم عقائد* کے کہ جو شخص زمانہ آئندہ میں کفر کا ارادہ کرے وہ دم نقد اور سر دست کافر ہو جاتا ہے + اس کے کفر میں کیا کسر رہتی ہے۔ اور اگر اس نشان کادیانی کا ظہور نہ ہوا۔ اور پندرہ مہینے میں اُس کا مقابل فوت نہ ہوا۔ تو اس سے بجز اس کے اور کیا سمجھا جائیگا۔ کہ اُس نے اِس مقابلہ اور دعویٰ نشان نمائی میں جنگ زرگری کیا ہے۔ اور دیدہ دانستہ مخالفین اسلام کو موقع دیا ہے کہ وہ اِس نشان کے عدم ظہور سے اسلام کو جھوٹا دعیاذاً باللہ) کہیں اور اہل اسلام کے مقابلہ میں اپنی فتح ظاہر کریں +

یہ اس لاف زنی (یا پیشگوئی) کے بحق اسلام مضر ہونے کا **بیان** ہے اب اس کا کذب و افترا ہونا ثابت کرکے اسلام سے اس کی مضرت کے مدافعت عمل میں آتی ہے۔

اس لاف زنی (یا پیشگوئی) کے الہامی نہ ہونے پر اندرونی اور بیرونی دو قسم کی شہادت پائی جاتی ہے +

اس پیشگوئی کے افترا ہونے پر اندرونی شہادت

اِس پیشگوئی کے دروغ و افترا ہونے پر بہت سے دلائل و علامات خود اس پیشگوئی

* وکذا لو نوی ان یکفر فی الاستقبال کفر فی الحال (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۷) مطبوعہ مطبع دہلی

میں پائے جاتے ہیں جن سے قطعاً ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی الہامی نہیں حلم شیطانی ہے
دلیل اول۔ اس کا مضمون (طالب نشان کے لئے موت کی خبر) ہی ایسا
ہے۔ کہ وہ ہرگز ہرگز الہام رحمانی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نشان ایک ایسے شخص (ڈپٹی عبداللہ آتھم)
کو دکھایا گیا ہے۔ جو کسی نشان کے دیکھنے پر دین اسلام قبول کرنے اور مسلمان ہو جانیکا
اقراری تھا۔ (چنانچہ اس کا یہ اقرار کادیانی نے خود اپنی تحریرات میں نقل کیا ہے[1]) پھر
یہ نشان اسی کی موت ہوا اور اُس کا ظہور اس کے مرجانے کے بعد ہوا۔ تو وہ اسکے
لئے کیونکر نشان ہوگا۔ وہ اُس کو کیونکر دیکھیگا۔ اور اُس کو دیکھکر اسلام پر ایمان کیونکر لائیگا
کیا وہ مرنے کے بعد ایمان لائیگا۔ اور اس کا یہ ایمان شرعاً معتبر ہوگا۔ اور وہ اسی وقت
(بعد الموت) کادیانی کے سوال کا جواب دیگا۔ کہ "ہاں یہ پیشگوئی میرے منشا کے موافق
پوری ہوگئی۔ اور یہ آنحضرت صلعم کی رسالت پر محکم دلیل قائم ہوگئی"۔ نہیں ہرگز نہیں
ایسے شخص بظاہر طالب حق مدعی قبول اسلام کو ایسا نشان جو اُسکے مرنیکے بعد ظہور پذیر
ہو دکھانا اور اُس سے اسکے وقوع پر اسلام اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق چاہنا
ادنیٰ عقلمند انسان کا کام نہیں ہے۔ پھر یہ کام خدا تعالیٰ حکیم و علیم و رحیم کا کام کیونکر
ہو سکتا۔ یہ تو محض تلاعب اور حماقت اور سفاہت ہے جس سے خدا تعالیٰ کے
شان اجل و ارفع ہے۔ اور یہ شیطان ہی کا کام ہے۔ اور وہی کادیانی کو ایسی
باتوں کا القا و الہام کرتا ہے۔ اور لوگوں سے اسکی ہنسی و تذلیل کراتا ہے۔ اور اگر
یہ صرف گیدڑ بھبکی ہے۔ اور اس سے کادیانی کا مقصود یہ ہے۔ کہ وہ شخص موت
سے ڈر کر ایمان لے آوے۔ اور اس سے کادیانی کی ولایت اور الہام ثابت ہو۔ تو یہ بھی

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۲ رسالہ ہذا جس میں رسالہ اظہار کادیانی یہ اقرار منقول ہے۔ اور صفحہ ۲۲ و ۲۲
جس میں مباحثہ کادیانی کے آخری پرچہ سے منقول ہے کہ کادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم)

خدا تعالیٰ و تقدس کے شان سے بعید ہے۔ اور ایسے ایمان کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے۔ جو مارے جانے سے ڈر کر اور مجبور ہو کر بغیر یقین اور انشراح صدر کے قبول کیا جائے اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ اور کادیانی نے بھی اس مسئلہ کو عیسائیوں کے مباحثہ میں بڑے زور کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ یہ نشان مار ڈالنے کی دھمکی کا ایک بظاہر طالب نشان و مدعی قبول اسلام و ایمان کے مقابلہ میں آسمانی نشان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خود اس کا مضمون اسکے نشان نہ ہونے پر قوی دلیل ہے +

دلیل دوم۔ اس پیشگوئی میں مقابل مخالف حق ہلاک ہونیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہیں ہوئی۔ صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے۔ جس سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریق عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباحثہ جن میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کے علاوہ کئی اور اشخاص (پادری جوائیل ٹھاکر داس۔ پادری عبداللہ اور پادری ٹامس ہاول صاحب اور ڈاکٹر ایچ ایم کلارک صاحب وغیرہ وغیرہ بھی داخل تھے) مراد ہیں یا ان میں سے کوئی خاص شخص۔ اس ابہام و عدم تعیین سے یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر بحسب اتفاق و انقضاء مدت عمر ڈپٹی عبداللہ آتھم (جن کے پاؤں گور میں لٹک رہے ہیں اور وہ اپنی پیرانہ سالی اور

بقیہ حاشیہ سے نشان دیکھنے کا سوال نقل کیا۔ پھر اُس کے جواب میں کہا ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا رہا۔ جس پر مجھے یہ نشان ملا۔ اور پھر بعد نقل و تفسیر نشان مذکور کادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا۔ تو آپکے منشاء کے موافق یہ کامل پیشگوئی ہوگی یا نہیں۔ اور یہ آنحضرت صلعم کے سچے نبی ہونے پر محکم دلیل ہوگی یا نہیں +

کمال درجہ کی کمزوری وجہ سے گویا مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہو رہے ہیں) اِس دنیا سے سدہارے تو اُن کو اس کا مصداق بنایا جائیگا۔ ورنہ یہ کہدیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے او شخص مراد ہے۔ جس کا تمام عیسائیان پنجاب وہندوستان سے یا خاصکر عیسائیان جنڈیالہ وامرتسر سے (جو مباحثہ میں شریک تھے) پندرہ ماہ میں فوت ہونا ممکن ہے +

اس پیشگوئی کا یہ ابہام اوراس سے یہ مقصود بھی قطعی دلیل ہے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ شیطان ہی کا احتلام ہے۔ جو ہمیشہ اپنے دوستوں کو دہوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور ایسے دہوکے دینے والا الہام کرنا اُسیکا کام ہے +

دلیل سوم۔ اِس پیشگوئی میں فریق مخالف حق کے فوت ہو جانے کی صریح لفظ موت سے خبر نہیں دی صرف یہ کہا ہے کہ وہ ہاویہ میں (یعنی جہنم میں ڈالا جائیگا۔ جو ہر ایک مخالف حق کا ٹھکانا ہے) پھر اُسکی تشریح کادیانی نے اپنی تفسیر میں کی ہے جس سے اسکا یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم یا کوئی اور عیسائی ہندوستان وپنجاب سے مرگیا۔ تو اُس کو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا لیا جائیگا۔ اور اگر اس عرصہ میں کوئی بھی نہ مرا تو یہ کہا جائیگا کہ ہاویہ میں گرائے جانے سے مرجانا مراد ہونا ہماری طرف سے بطور تفسیر بالرائے بیان ہوا تھا اصل الہام وپیشگوئی میں صرف ہاویہ میں گرایا جانا بیان ہوا ہے۔ جو ضرور وقوع میں آئیگا۔ جب کوئی ان میں سے مریگا۔ اور پھر اُٹھایا جائیگا۔ اور آخر جہنم میں جائیگا اِس پیشگوئی کا یہ ابہام اور پھر اسکی تفسیر مذکور بھی اِس بات پر دلیل ہے۔ کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ دہوکہ بازی ہے جو شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ خدائے رحمان کا +

دلیل چہارم۔ اس میں جو لفظ عمداً کہا گیا ہے۔ یہ بھی اُس دہوکہ کی غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی نہ مرا۔ تو یہ کہا جائیگا۔ کہ یہ لوگ جو خدا پر افترا کرتے ہیں

عمداً نہیں کرتے۔ ان کی سمجھ میں غلطی ہے۔ اس لئے یہ ہلاک نہیں ہوئے۔ اور اگر اس لفظ سے اِس دہوکہ دہی کی غرض نہیں۔ تو پھر اسکا ذکر و اظہار لغو ہے چونکہ اس شرط کی تحقیق و عدم تحقیق کا علم خدا تعالیٰ کو ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کسی بشر کو اور عذاب موت بھیجنا بھی اسیکا فعل ہے۔ پس اگر الہام خدا کی طرف سے ہوتا۔ تو اپنے فعل کی شرط کی تحقیق یا عدم تحقیق کو وہ خود ہی دیکھ لیتا۔ بندوں کے سامنے اس شرط کے اظہار کا کیا فائدہ ہوا۔ وہ تو اس شرط کا امتحان بلا اعلام خداوندی کسی صورت سے نہیں کر سکتے۔ لہذا یہ لفظ بھی اس بات پر دلیل ہے۔ کہ یہ الہام رحمانی نہیں افترا شیطانی ہے +

دلیل پنجم۔ اِس پیشگوئی کے ظہور کی میعاد جو بلحاظ ۱۵ یوم مباحثہ کے پندرہ دن تک مقرر کی گئی ہے یہ بھی مشعر ہے۔ کہ یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ افترا شیطانی ہے۔ اولاً اِسلئے کہ یہہ مباحثہ پندرہ دن نہیں ہوا۔ تیرہ دن ہوا ہے اثنائے مباحثہ میں دو دن اتوار کے سبب ناغہ اور ترک مباحثہ ہوا نہ فعل مباحثہ۔ پس اگر یہ سزا موت بلحاظ ایام مباحثہ تجویز ہوئی تھی تو مناسب تھا کہ تیرہ ہی دن میں یہ سزا ملتی۔ ثانیاً اس لئے کہ اگر یہ سزا اِن دنوں کے (تیرہ ہوں خواہ پندرہ) لحاظ سے تجویز ہوئی ہے۔ تو اس سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مباحثہ میں زیادہ دن لگ جاتے پندرہ کے بیس یا تیس دن ہو جاتے۔ تو یہ سزا بھی بیس یا تیس دن تک ٹل جاتے۔ اور اُس میں تاخیر واقع ہوتی۔ اور یہ تاخیر سزا بتمادی وقت گناہ مضمون سزا کے مخالف ہے۔ اور ایک قسم کا رحم و حلم و انعام آلہی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں۔ کہ جتنے دن بندہ گناہ میں زیادہ صرف کرے۔ اتنے دن خدا تعالیٰ اُس کی سزا میں دیر کرے۔ اور یہہ سزا دے تو وہی دے جو بصورت جلدی دینا چاہتا تھا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کرے وہ سزا میں دیر کرتا ہے تو پھر

سخت سزا دیتا ہے کما قیل بیت تو مشو مغرور بر حلم خدا + دیر گیرد سخت گیرد مر ترا +
یہودیوں سے یہ احمقانہ بات بنا رکھی تھی۔ کہ جتنے دنوں (چالیس روز) ہم نے بچھڑے کی عبادت کی ہے۔ اتنے دنوں ہم کو عذاب ہوگا اس سے کم یا زیادہ نہ ہوگا۔ مگر یہ حماقت کسی یہودی کو بھی نہ سوجھی (جو کادیانی یا اس کے ملہم بے عقل (معلم الملکوت) کو سوجھی ہے کہ جتنے دن گناہ میں دیر ہوگی اتنے ہی دن نزول عذاب میں دیر ہوتی رہیگی۔ اور اگر اس مہلت و بیان مدت سے کادیانی کی یہ مراد ہے۔ کہ پندرہ ماہ اخیری حدّ و انتہا مدت سزا ہے اور وقوع سزا اس سے پہلے ہی ہو جائیگا۔ تو اس پر یہ دو سخت اور مشکل اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس صورت میں پندرہ دن کا لحاظ لغو اور بے نتیجہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا۔ یہ کہ قریب الوقوع سزا یا نشان کو بعید الوقوع بتانا خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان سے بعید ہے گو اس کا عکس سراسر حکمت ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۳۱ نمبر ۱ جلد ۱۵ میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ پانچ وجوہات و دلائل اندرونی کی شہادت کی ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہے۔ کہ یہ پیشگوئی الہام رحمانی نہیں۔ افترا شیطانی ہے۔ اب بیرونی شہادت سنو +

اس پیشگوئی کے افترا ہونیکی بیرونی شہادت

قرآن اور حدیث کی قطعی شہادت سے ثابت ہے۔ کہ الہام رحمانی اور شرف خطاب و ہم کلامی خداوندی کا محل وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اہل کمال ایمان ہوتے ہیں۔ اور صاحب اخلاق حمیدہ و اوصاف جمیلہ۔ نہ کافر۔ کذاب۔ بدخلق خود غرض اور ایسے آفات کے محل۔ اور یہ بات ظاہر اور تصانیف کادیانی سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ کادیانی ادنی درجہ کا مسلمان نہیں ہے۔ وہ خدا تعالیٰ

کو اسکی صفت قدرت کاملہ کے ساتھ نہیں مانتا - اور خدا تعالیٰ کو اس امر سے عاجز جانتا ہے - کہ وہ کسی زندہ انسان کو ایک مدت مثلاً ہزار سال تک غذا اور ہوا وغیرہ ضروریات دنیاوی کے بغیر زندہ رکھے - اور بنا بر علیہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر موجود ہونے پر یہ سوالات کرتا ہے - کہ وہ کرہ زمہریری کیونکر گذر گئے - اور آسمانوں پر ان کے سانس لینے کے لئے ہوا کہاں ہے - اور وہ آسمان پر کھانا کہاں سے کھاتے ہونگے پاخانہ کہاں پھرتے ہونگے - وغیرہ وغیرہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی **صفت وشان ختم نبوت** کے ساتھ **نہیں مانتا** اور اس ختم نبوت کو توڑ کر وہ خود مدعی نبوت و رسالت بن بیٹھا ہے - اسی طرح وہ اور اصول و اعتقادات اسلامیہ کو نہیں مانتا اور **اخلاق** کا یہ حال ہے - کہ اگر کسی پر اسکو بدگوئی کا وہم بھی ہو - تو اُسکی وہمی بدگوئی کے مقابلہ میں اُسکو دس گونہ برا کہتا ہے **بلکہ بلا عوض** عام مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے - اور اس کی **خود غرضی** تو اسکی ہر ایک کارروائی سے عیاں ہے - جہاں کوئی بات کہتا یا کوئی تجویز نکالتا ہے وہاں فلوس کا سوال موجود ہے - اور ہزار ہا روپیہ کا مسلمانونکا خورد برد کر چکا ہے - اور ہنوز ہُل من مزیدٌ (یعنے کچھ اور بھی ہے) کی صدا جاری ہے - ان باتوں کا ثبوت اس کی تصانیف و اشتہارات میں موجود ہے - جن کا خلاصہ اشاعۃ السنۃ میں منقول - پھر ایسا بد اعتقاد و بدخلق خود غرض صاحب الہام و شرف خطاب الٰہی سے مشرف کیونکر ہو سکتا ہے - یہ بیرونی شہادت تفصیل طلب ہے - اور یہ پیشگوئی مذکور کی افترا و کذب ہونے پر ان ہی لوگوں کے نزدیک شہادت بن سکتی ہے جن کو کادیانی خیالات و اعتقادات مذکورہ بالا کا تفصیلی علم ہو - اشاعۃ السنۃ کے پرانے ناظرین تو اس تفصیل سے بخوبی آگاہ ہیں - لہذا وہ اس شہادت کو قطعی شہادت سمجھینگے * نئے **ناظرین** اس تفصیل پر مطلع نہ ہوں تو وہ تصانیف کادیانی - فتح - توضیح

ازالہ۔ وساوس کو دیکھیں۔ اور ساتھ ہی اس کے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ و جلد ۱۳ وغیرہ کو بھی ملاحظہ فرماویں۔ اس سے وہ یقین کرلینگے کہ یہ شہادت اندرونی شہادت سے بڑھکر اس پیشگوئی کے کذب و افترا ہونے پر دلیل ہے یہ اس پیشگوئی کے کذب و افترا ہونیکا ثبوت ہے۔ اب اسکی بحث اسلام مضرت کی مدافعت کیجاتی ہے +

اِس پیشگوئی کے عدم وقوع کی صورت میں اسکی مضرت کی مدافعت

ناظرین! پیشگوئی مذکور کا وقوع نہ ہوا۔ تو اس عدم وقوع سے نہ کسی مسلمان کو یہ پُہنچتا ہے۔ کہ وہ اِس سے عدم صداقت اسلام نکال لے۔ اور اسلام کو سلام کرکے عیسائی یا مرتد ہو جائے۔ کیونکہ خدا اور اُسکے رسول نے کادیانی کو پیشگوئی کرنے اور اپنے نیابت کا منصب عطا نہیں کیا۔ اور کسی آیت یا حدیث میں نہیں فرمایا۔ کہ ما ینطق الکادیانی عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنے کادیانی اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدا کی وحی ہوتی ہے وبنائر علیہ یہ نہیں فرمایا اگر اسکی کوئی بات جھوٹی نکلے۔ تو ہم جھوٹے ہونگے۔ اور نہ کسی عیسائی یا اور مخالف اسلام کا یہ حق ہے۔ کہ وہ اِس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے پر اسلام پر الزام قائم کریں۔ وہ لوگ انصاف سے کام لیکر یہ سوچیں۔ اور بتاویں کہ اسلام نے اُسکو ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے کب منتخب کیا اور اپنا وکیل بنایا ہے۔ اور اسکی شکست والزام کو کب اپنی شکست والزام تسلیم کیا ہے۔ پادری لوگ تو خود جانتے اور ایک اشتہار مطبوعہ ختر پریس ضمیمہ نور افشاں ۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء میں اس امر کو تسلیم کرچکے ہیں۔ کہ یہ شخص باتفاق میجارٹی اہل اسلام اسلام سے باضابطہ خارج کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس کے الزام کو اسلام کا الزام کیونکر بنا سکتے ہیں۔ یہ اس پیشگوئی کے عدم وقوع پر اس کے مضرت کی مدافعت ہے۔ اب اسکے اُس مضرت کی مدافعت کیجاتی ہے۔ جو بصورت

اِس کے وقوع کے اسلام کے حق میں متصور ہے*

بصورت وقوع اِس پیشگوئی کے مضرت اور اسکے مدافعت

اِس پیشگوئی کا وقوع ہوا۔ یعنے پندرہ مہینے کے عرصہ میں ڈپٹی عبداللہ آتھم۔ یا پادری ڈاکٹر کلارک یا کسی اور عیسائی مباحث یا معاون کا انتقال ہوگیا۔ تو اس سے باقیماندہ عیسائیوں کا مسلمان ہو جانا۔ تو متوقع ہی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیشگوئی ڈپٹی عبداللہ آتھم کے موت سے پوری ہوگئی تو انکا ایمان بعد الموت متصور ہی نہیں۔ رہے باقی عیسائی سو ان میں سے کسی نے یہ نشان یا کوئی اور نشان دیکھ کر اسلام لانے کی شرط تسلیم نہیں کی اور اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم کے سوا کوئی اور صاحب فوت ہوئے تو ڈپٹی عبداللہ آتھم یہ عذر کرینگے۔ کہ تم نے اِس پیشگوئی میں کسی فوت ہونیوالے کی تعیین نہیں کی تھی۔ اور خارجاً میرے فوت ہونیکی خبر مشہور رکھی تھی۔ اب میں تو زندہ ہوں اور اُس فوت ہونیوالے کو اس پیشگوئی کا اثر کس دلیل سے مان لوں۔ کیوں جائز نہیں کہ وہ شخص حسب اتفاق اور عام دستور زمانہ کے موافق فوت ہوا ہے۔ ہاں اسکے وقوع سے بہت سی مسلمانوں کے مرتد اور عیسائی (یعنے مرزائی) ہو جانیکا اندیشہ ہے وہ اس سے کادیانی کا ولی و ملہم اور کلام و خطاب الٰہی سے مشرف ہونا سمجھ لینگے۔ اور اِس اعتقاد سے وہ کادیانی کی پیروی و مریدی اختیار کر کے اسکے عقائد کفریہ کو مانکر مرتد ہو جائینگے۔ لہٰذا اِس مضرت کے مدافعت زیادہ ضروری ہے۔ اور اُن نادان مسلمانوں کے اس ارتداد کی محافظت میں کوشش کرنا ہمارا اسلامی فرض ہے۔ جو ادا کیا جاتا ہے*

ناظرین۔ یہ پیشگوئی اگر وقوع میں آگئی تو اسکو آپ الہامی اور کادیانی کے ملہم اور ولی ہونیکے نشانی نہ سمجھیں۔ بلکہ وجوہات شہادت اندرونی و بیرونی کو توجہ سے

ملاحظہ فرما کر یقین کریں۔ کہ یہ پیشگوئی الہام رحمانی نہ تھی بلکہ ایک دروغ گوئی ولاف زنی تھی جو اتفاقاً مطابق واقع نکلی۔ اور یہ شخص اس لائق نہیں ہے۔ کہ وہ خدا کے کلام وخطاب سے مشرف ہو سکے۔ اتفاقاً اس کے وقوع پر اگر آپ صاحبوں کو یہ شبہ وسوال پیدا ہو۔ کہ اگر پیشگوئی خدا کی طرف سے اور الہامی نہ تھی۔ تو یہ واقع کے مطابق کیوں نکلے تو اُس کا حل اور جواب آپ ہمارے ان سوالات سے حاصل کریں۔ جو کادیانی کی پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی پر ہم نے رسالہ نمبر ا و ۲ جلد نمبر ۱۵ میں کئے ہیں۔ ان سوالات کو پڑھکر آپ لوگ جان جائینگے۔ کہ ایسی پیشگوئیاں۔ کاہن[۱]۔ نجومی[۲]۔ رملی[۳]۔ جفری[۴]۔ جوتشی[۵] پنڈت* سنٹیفک فلاسفر[۶]۔ مسمریزیسٹ قیافہ شناس[۷]۔ روحانیات[۸] تسخیر کے عالم۔ اٹکل باز[۹]۔ دلیر بے شرم۔ بھی کرتے ہیں جو بعض اوقات صحیح سچے نکلتے ہیں۔ لہذا جائز ہے۔ کہ کادیانی بھی ان ہی میں سے ہو اور رمل ونجوم ومسمریزم وغیرہ علوم میں دخل رکھتا ہو۔ اِس امکان کا موئد یہ امر بھی کہ رسالہ نمبر ا جلد ۱۵ میں ہم نے کادیانی سے یہ سوال کئے۔ کہ تم علم رمل وجفر ومسمریزم وغیرہ میں دخل رکھتے ہو۔ یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں اسنے اِس علم ودخل سے انکار نہیں (جیسا کہ اور دو تین باتوں سے جن میں گنجائش انکار

---

* ان دنوں دہلی میں ایک جوتشی پنڈت اس قسم کی پیشگوئیاں علم جوتش کی مدد سے کر رہا ہے جو حسب اتفاق سچے نکلتے ہیں۔ چنانچہ اخبار عام لاہور ۷ ستمبر ۱۸۹۳ء میں مرقوم ہے۔

پنڈت کانشی ناتھ صاحب جوتشی

دہلی کا اخبار پنش گزٹ لکھتا ہے کہ ناظرین اخبار کے سامنے ہم اسوقت پنڈت صاحب کی غیب دانی کی ایک اور کیفیت جو ۲۰ اگست کو گذری ہے بیان کرتے ہیں جو خالی

پائی صاف انکار کیا) جس سے سمجھا جاتا ہے کہ ان علوم میں ضرور اُنکو دخل ہے۔اور مسمریزم میں تو اُس کا دخل اسکے صریح کلام سے ثابت ہے۔جو ازالہ کادیانی کے صفحہ ۳۰۹ میں موجود ہے۔کہ اگر یہ عاجز اس عمل (مسمریزم) کو مکروہ اور قابل نفرت

بقیہ حاشیہ از دلچسپی نہیں۔لالہ جگن ناتھ صاحب ساہو دہلی نہر والہ کے مکان پر جہاں بہت سے رؤساء ہنود اور مسلمان موجود تھے پانچ بجے ایک کھتری صاحب انگریزی خوان سیاہ کوٹ پتلون پہنے ہوئے آئے اور پنڈت کانشی ناتھ صاحب سے کہا کہ میں آریہ سماج میں ہوں اگر آپ میرے سوال کا جواب دیدیں تو میں اس علم کو سچا سمجھوں اور اس سماج کو چھوڑ دوں پنڈت صاحب نے کہا ہماری طرف سے کوئی چاہے آریہ مت میں رہے چاہے کسی مت میں رہے اس بات سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔ہاں جو سوال تم اپنے دل میں رکھتے ہو اور اس سوال کا جواب ہم نے ٹھیک دیا تو پھر تم کسی محفل یا سبھا یا کمیٹی میں جا کر کسی کا امتحان مت لینا۔تمہارا سوال یہ ہے کہ کل میرے پاس جو سرکار سے پرچہ آیا ہے بابت امتحان اُس میں مینے کتنے نمبر دیئے ہیں آپ بتلا دیئے۔اس لڑکے نے اقرار کیا کہ ہاں میرا سوال یہی تہا اور جو آدمی میرے ساتھ ہیں مینے اُن سے بہی کہدیا تہا کہ میں یہ سوال پنڈت صاحب سے کرونگا مگر یہ تبلا دیجئے کہ مینے نمبروں میں کونسا ہندسہ دیا ہے۔پنڈت صاحب نے ہندسہ کا بچار کر کے اُسیوقت یہ کہا کہ تم نے آٹھ کا ہندسہ دیا ہے۔اُنہنے اُسیوقت منظور کیا اور کہا کہ بہت درست ہے آٹھ ہی کا ہندسہ مینے دیا ہے۔اُنہنے کہا کہ آپ مہربانی کر کے میری خطا کو معاف فرما دیں کہ مینے صد ہا آدمیوں میں آکر آپ سے ایسا پرشن کیا تو پنڈت صاحب نے کہا ہمارے ہاں تو سینکڑوں سوال ہر روز ایسے ہوتے رہتے ہیں۔چنانچہ ابھی ریواڑی میں ایک دکشنی برہمن نوکر ہے پنڈت جی نے کہا کہ تمہارے گہراسے

نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" پھر اُس کا اِس قسم کی پیشگوئیاں علم رمل یا جفر یا مسمریزم کے ذریعہ سے کرنا۔ اور ان کا صادق نکلنا کونسی تعجب کا محل ہے قوی الایمان کی

بقیہ حاشیہ

مہینے کی سات تاریخ لڑکا پیدا ہوگا۔ سو اُسی تاریخ کو لڑکا پیدا ہوا۔ املی کے محلہ میں ایک پنڈت بنارسی داس کے دو لڑکے چلے گئے تھے۔ پنڈت مذکور نے جوتشی جی مہاراج سے عرض حال کیا چنانچہ آپ نے دو جنتر دیئے جن کی برکت سے بعد دو تین روز کے وہ لڑکے اپنے گھر آ گئے۔ علیٰ ہذا ایک اور مارواڑی کا لڑکا چلا گیا تھا پنڈت جی نے جنتر دیا اور کہا کہ وہ لڑکا جو گمایا کی طرف چلا گیا ہے بعد تین روز کے گھر آجاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایک اور لڑکا رام دھن داس کا چلا گیا تھا۔ سو پنڈت صاحب نے کہا وہ بعد پانچ روز کے آجاویگا۔ ایک اور زمیندار کا لڑکا چلا گیا تھا پنڈت جی نے فرمایا کہ پندرہ روز کے بعد خبر آویگی۔ چنانچہ خبر آگئی۔ ایک کھتری صاحب کی گھڑی لیکر ایک کہار کا لڑکا بھاگ گیا تھا۔ اُس نے آکر پوچھا پنڈت جی نے کہا کہ اُسکا پتہ لگ جائیگا سو پتہ لگ گیا۔ ایک مارواڑی کا مقدمہ تھا اُس نے فیصلہ باہمی کی نسبت سوال کیا پنڈت جی نے کہا ہو جائیگا چنانچہ آپس میں فیصلہ ہو گیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ میرا چچا بمبئی گیا ہوا ہے اُسکی کوئی خبر نہیں آئی وہ راضی خوشی تو ہے پنڈت صاحب نے کہا کہ اُسکی راضی خوشی کی کل خبر آجاویگی دوسرے دن اُسکی خبر آگئی کہ وہ راضی خوشی ہے۔ ایک صاحب بلند شہر سے آئے اور پنڈت جی سے مقدمہ کے بارے میں پوچھا۔ پنڈت جی نے فرمایا کہ آج یہ مقدمہ ملتوی رہجائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرضکہ ایسی ایسی صدہا باتیں ہر روز پنڈت صاحب کی خدمت میں پیش ہوتی رہتی ہیں۔ اسوقت جتنے لوگ اُس سبھا میں بیٹھے تھے سب نے پنڈت جی مہاراج کو دھنیاد دیا

مسلمانوں سے کامل امید ہے۔ کہ اگر پیشگوئی کا پورا پورا بحسب معنی مشہور ظہور رہو۔ یعنے ڈپٹی عبداللہ آتھم پندرہویں مہینے کی ٹھیک آخری دن فوت ہو جائے ۔ توبھی وہ اس پیشگوئی کو کچھ چیز قابل وقعت نہ سمجھینگے ۔ اور کادیانی کے اعتقاد وعمل وطریق

بقیہ حاشیہ ۔ اور یہ کہا کہ ہم نے ایسے مہاتما کا درشن نہیں کیا تھا ۔ آج کہا خداوند ایسے سجن کو مدت تک سلامت رکھے ۔ پنڈت صاحب کو جو کمال حاصل ہے وہ جوتش اور عمل پر مبنی ہے اور وہ یہ دعوی نہیں کرتے کہ اُن کو الہام ہوتا ہے اور وہ حضرت فلاں ہے ۔ شاید یہ کادیانی کی طرف اشارہ ہے یہ پیشگوئیاں جو پنڈت کی ہیں اگر واقعی سچی نکلتی ہیں تو اسکی وجہہ ایک پنڈت ایڈیٹر اخبار عام نے خود بیان کردی ہے کہ یہ علم وعمل جوتش پر مبنی ہے ۔ الہام نہیں ہیں ۔ دجال کادیانی کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو اس پنڈت کی پیشگوئیوں سے بڑھ نہ جائیگی ۔ ایسا ہی ایک اور جوتشی ملک دکن کی پیشگوئیاں آج کل سچی نکلتی ہیں ۔

چنانچہ اخبار عام ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ء میں علم جوتش کے محققوں کے لئے یہ خبر خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے جنرل پریسیڈنٹ اور بانی کرنل آلکاٹ صاحب نے اپنا زائچہ شائع کیا ہے اور دکن کے ایک مشہور جوتشی نے از روئے علم کے اسکی نسبت جو کچھ تعبیر لکھی ہے اس میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کرنل آلکاٹ صاحب ۲۳ اکتوبر سے ۵ نومبر ۱۹۱۵ء کے درمیان فوت ہونگے ۔ کرنل صاحب کی تاریخ ولادت ۲ اگست ۱۸۳۲ء ہے پس اسوقت انکی عمر ۶۱ برس کی ہے اور ابھی بائیس برس تک کرنل صاحب کو زندہ رہنا باقی ہے ۔ یہ بھی بتلایا ہے کہ کرنل صاحب کی زندگی میں کیا پیش آیا ۔ کب والدہ مریں ۔ کب والد فوت ہوئے ۔ کب شادی ہوئی کیا اولاد ہوئی ۔ کس قسم کا مزاج ہے کیا کچھ پیش آیا ۔ اور کرنل صاحب اس پر

کی نظر سے اُسکو ایک دجال و کذاب و زندیق خیال کر کے بحکم شہادت اندرونی بیرونی اِس پیشگوئی کو ایک رملی یا نجومی یا مسمریزسٹ وغیرہ کی پیشگوئی سمجھکر اُسکی مضرت سے بچ جائینگے - اور اپنے آپ کو ان مسلمانوں کی نظیر بن کر دکھائینگے - جو دجال موعود سے اس قسم کے خوارق اور نشان دیکھکر بھی اِس کو کافر کہینگے - اور اس کو ظاہری بہشت کو چھوڑکر اسکے آگ میں جانا منظور کرینگے - پر ایمان کو ہاتھ سے نہ دینگے +

حدیث شریف میں آیا ہے - کہ دجال نکلیگا - تو اُس کی طرف مومنوں سے ایک

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج الدجال فیتوجه قبله رجل من المومنین فیلقاه المسالح مسالح الدجال فیقولون له این تعمد فیقول اعمد الی هذا الذی خرج قال فیقولون له او ماتؤمن بربنا فیقول ما بربنا خفاء فیقولون اقتلوه فیقول بعضهم لبعض

آدمی متوجہ ہوگا اُس کو دجال کی مسلح لوگ سپاہی ملینگے - اور پوچھینگے تو کہاں کا قصد رکھتا ہے - وہ بولیگا اس آدمی کی طرف قصد رکھتا ہوں جو نکلا ہے - وہ کہینگے - تو ہمارے رب کو نہیں مانتا - وہ کہیگا ہمارا چھپا نہیں رہتا - وہ بولینگے - اِس کو قتل کر ڈالو ان میں بعض کہینگے کہ کیا تم کو تمہارے

بقیہ حاشیہ

یہ رائے دیتے ہیں کہ بالعموم اکثر باتیں ایسی صحیح ہیں کہ حیرت ہوتی ہے - سنہ وفات بھی اِس سے پہلے اور دو جوتشیوں نے اُن کا زائچہ دیکھا تھا اُنہوں نے بھی وہی تاریخ اور سنہ بتلایا تھا - دجال کادیانی کی تو آج تک ایک بھی پیشگوئی ایسی نہیں نکلی جو پنڈت کانشی ناتھ یا جوتشی دکن کا مقابلہ کر سکیں اور جب کسی صاحب عقل و فہم کے نزدیک جوتشی ان پیشگویوں کے ساتھ الہامی نہیں مانی گئی تو کادیانی کو اس پیشگوئی کے سبب اگر وہ واقعی نکلی کیونکر ملہم کہا جائیگا +

الیس قد نہا کم ربکم ان تقتلوا
احداً دونہ فیظلقون بہ الی الدجال
فاذا رآہ المومن قال یا ایہا الناس
ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فیامر الدجال
بہ فیشبح فیقول خذوہ وشجوہ فیوسع
ظھرہ وبطنہ ضربا قال فیقول اوما
تومن بی قال فیقول انت المسیح الکذاب
قال فیومر بہ فیوشر بالمیشار من
مفرقہ حتی یفرق بین رجلیہ قال
ثم یمشی الدجال بین القطعتین ثم
یقول لہ قم فیستوی قائما ثم یقول لہ
اتومن بی فیقول ما ازددت فیک
الا بصیرۃ قال ثم یقول یا ایہا الناس
انہ لا یفعل بعدی باحد من
الناس قال فیاخذہ الدجال لیذبحہ
فیجعل ما بین رقبتہ الی ترقوتہ
نحاسا فلا یستطیع الیہ سبیلا قال
فیاخذ بیدیہ ورجلیہ فیقذف بہ
فیحسب الناس انما قذفہ الی النار
وانما القی فی الجنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ

رب (دجال) نے اس سے منع نہیں کیا
کہ اُسکی غیر حاضری میں کسی کو قتل کرو۔ تو
وہ اِس کو دجال کے پاس لے چلینگے جب
مومن دجال کو دیکھیگا یہ کہیگا۔ لوگو! یہ
وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ
صلعم نے کیا تھا۔ پھر دجال حکم دیگا۔ کہ اسکا
سر زخمی کرو۔ پھر وہ اُس کو خوب زخمی کرینگے
اور اسکی پشت اور پیٹ کو مار مار کر لمبا اور
وسیع کرینگے پھر دجال اُسکو کہیگا۔ (اب
بھی) تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ بولیگا۔
تو مسیح کذاب ہے تو دجال اُسکی چوٹی پر
آرہ رکھکر اُس کو دو ٹکڑے کرا دیگا۔ پھر ان
دو ٹکڑوں کے مابین چلیگا۔ پھر اُس کو کہیگا
تو کھڑا ہو جا۔ تو برابر ہو کر کھڑا ہو جائیگا۔
پھر دجال کہیگا۔ کہ (اب تو) تو مجھ پر ایمان
لائیگا؟ وہ کہیگا اب میرا یقین تیرے دجال
ہونے کی نسبت زیادہ ہو گیا ہے پھر وہ
مومن لوگوں سے کہیگا۔ اب اُسکو کسی پر
اس فعل (قتل) کی قدرت نہ ہوگی پھر
اسکو دجال ذبح کرنیکے لئے پکڑیگا تو خدا تعالیٰ
اسکی گردن پر تانبہ رکھ دیگا۔ تو دجال کو اسکے

علیہ وسلم ھذا اعظم الناس شہادۃ عند رب العالمین (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

ذبح کرنیکی قدرت نہ ہوگی۔ پہروہ اسلئے ہاتہہ اور پاؤں پکڑ کر لوگوں کے خیال میں آگ میں ڈالدیگا۔ اور درحقیقت وہ بہشت میں ڈالا جائیگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ شخص اللہ کے نزدیک شہادت میں سب لوگوں سے بڑا ہوگا +

اور ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ دجال ایک قوم (یعنے کفار) کے پاس آئیگا۔ اور انکو

فیاتی علی القوم فیدعوهم فیؤمنون به فیامر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ما کانت ذری واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم یأتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شئ من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلیا شبابا فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه یضحك (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱) +

اپنی طرف بلائیگا۔ تو وہ اس پر ایمان لائینگے پہروہ آسمان کو مینہہ برسانے کا اور زمین کو درخت اور کھیتی جمانے کا حکم دیگا۔ تو وہ ویسے ہی ہو جائینگے اور اُنکے جانور بڑے بڑے موٹے تازے پیٹ بہرے دودھ والے ہوکر آئینگے۔ پہروہ ایک اور قوم (مسلمانوں) کے پاس آئیگا۔ اور اُن کو اپنی طرف بلائیگا۔ تو وہ اُس کی بات کو رد کرینگے (یعنے اُس پر ایمان نہ لائینگے) پہروہ تہیدست ہو جائینگے۔ اُنکے مال اُن کے ہاتھہ میں نہ رہینگے۔ پہروہ کھنڈر کی طرف گذریگا اور اُنکو حکم دیگا۔ کہ وہ اپنے خزانے نکال دیں تو انکے خزانے ایسے اسکے پیچھے ہو چلینگے جیسے شہد کی مکھیاں پہروہ ایک آدمی جوان کو بلائیگا۔ اور اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیگا۔ پہر

اسکو بلائیگا تو وہ ہنستا ہوا اور اُسکا چہرا چمکتا ہوا۔ آئیگا۔ اسی قسم کے خوارق دجال موعود کی اور بہی احادیث میں مذکور ہیں۔ اور کتب صحاح میں موجود جنکے نقل سے تطویل متصور ہے اور جب ایسے خوارق دجال موعود دیکھکر آخری زمانہ کے مسلمان اپنے ایمان نہ چھوڑینگے تو اس زمانہ کے سچے اور ماہر مسلمان اس زمانہ کے ایک دجال کی ایسی خبر کو (جو علم نجوم جفر مسمریزم سے بلکہ صرف اٹکل وقیاس ومشاہدہ حالات عمر سے ہو سکتی ہے) سچے اور مطابق واقع کے دیکھکر اس پر کیونکر ایمان لائینگے۔ اور اس کے عقاید کفریہ اور اخلاق وعادات شنیعہ کے نظر سے اس کی اس خبر کو اگر بالفرض صادق ہو گئے۔ کیوں نجوم مسمریزم وغیرہ کا نتیجہ قرار نہ دینگے جو کادیانی کے مناسب حال ہے +

مضمون اول ختم ہوا۔ اب اس کے ذیل میں بعض اور تازہ اکاذیب کادیانی بطور ضمیمہ ذکر کیے جاتے ہیں +

ضمیمہ مضمون اوّل

کادیانی کے رسالہ اظہار وغیرہ تحریرات وتقریرات میں بہت سی دروغ گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ ازانجملہ بعض کی تفصیل بطور تمثیل عمل میں آتی ہے +

رسالہ اظہار میں کادیانی کی دروغ گوئیوں کی تفصیل

اس رسالہ کے سرورق میں کادیانی نے لکھا ہے کہ اس رسالہ میں بعض فاضل اور مستند علماء عرب وشام کے اس عاجز (کادیانی) نسبت تصدیق ہے۔ پھر اسکے صفحہ ۶ میں لکھا ہے +

ڈاکٹر مارٹین کلارک صاحب کے ایک وہم کا ازالہ

ڈاکٹر مارٹین کلارک صاحب نے اپنے اشتہار ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء میں جو بطور ضمیمہ نور افشاں (ادیانہ کے شائع ہوا ہے شیخ بٹالوی صاحب کی کتاب اشاعۃ السنۃ سے یہ دہوکا کہایا

ہے۔ یا لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے کہ گویا مستند علمار اسلام کے اس عاجز کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اِس لئے عام وخاص کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ تمام مستند علمار اسلام جن کو خدا تعالیٰ نے علم وعمل بخشا ہے اور نور فراست ایمانیہ عطا کیا ہے وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور اسوقت چالیس کے قریب ہیں۔ اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو صرف نام کے مولوی اور علمی اور عملی کمالات سے تہیدست ہیں اگر اِس عاجز کا یہ بیان ڈاکٹر صاحب کی نظر میں محمول برمبالغہ نہ ہو۔ تو ڈاکٹر صاحب کسی ایسے جلسہ مباحثہ میں جو علمار مخالفین اور اِس عاجز کے گروہ کے فاضل علمار میں واقعہ ہو۔ خود شامل ہو کر دیکھ لیں۔ بلکہ عنقریب ایک ایسا جلسہ مباحثہ ۱۵ ار جون ۱۸۹۳ء تک ہونیوالا ہے اُس میں فریق مخالف مولوی غلام دستگیر اور اُن کے ہم مشرب تمام علمار لاہور کے ہونگے اور اسی طرف سے کوئی ایک یا دو فاضل مقابلہ کے لئے تجویز کئے جائینگے۔ پھر پادری صاحب بچشم خود دیکھ سکتے ہیں کہ علمار ربانی اور مستند فاضل کس طرف ہیں۔ اور نام کے مولوی اور ژولیدہ زبان کس طرف نقل مشہور ہے شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ ایک دشمن بخیل کی قلم سے جو نکلے وہ یک طرفہ بیان عقلمند کی نظر میں ہرگز وقعت اور عزت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک حقیقت عند الامتحان کھلتی ہے۔ ماسوا اس کے ڈاکٹر صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام کے مستند علمار کا تختگاہ حرمین شریفین ہے۔ زادہما اللہ مجداً و شرفاً و برکتاً اور اسلام میں بھی بلاد عرب خاص کر کے مکہ و مدینہ دین کا گھر سمجھے جاتے ہیں۔ سو اُن متبرک مقامات کی جگر گوشہ اور فاضل مستند بھی اِس عاجز کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ تین بزرگوں کی تحریرات ذیل میں لکھتا ہوں۔ اخی مکرمی مولوی حافظ محمد یعقوب صاحب سلمہ دیرہ دون سے لکھتے ہیں۔ ”ایک عالم عرب اسوقت میرے پاس بیٹھے ہیں شامی ہیں سید ہیں بڑے ادیب ہیں۔ ہزاروں اشعار عرب عاربہ کے حفظ ہیں۔ اُن سے آپکے

بارہ میں گفتگو ہوئی۔ وہ متبحر عالم ہیں عامی مگر توفی کے معنے میں کچھ بن نہ پڑا۔ آپکے عبارت آئینہ کمالات جو عربی ہے۔ اُن کو دکھائی گئی۔ کہا واللہ۔ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا۔ ہندوستانی کو تو کیا طاقت ہے۔ قصیدہ نعتیہ دکھایا۔ پڑھکر رو دیا اور کہا خدا کی قسم مینے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اور ہندیوں کا تو کیا ذکر۔ مگر ان اشعار کو حفظ کرونگا۔ اور کہا واللہ جو شخص اس سے بہتر عبارت کا دعویٰ کوئی چاہے۔ عرب ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ملعون مسلیمہ کذاب ہے تم کلاامہ حضرت میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ کلام ربانی اور تائید سبحانی کا اعجاز ہے۔ آدمی کا کام نہیں مینے حضرت کو اپنی جان اور اپنی اہل اور اولاد میں مالک کر دیا + اس کے بعد کادیانی نے صفحہ ۸ میں اس عرب کا خط نقل کیا ہے

چنانچہ آپ لکھتے ہیں

مُحبت نامہ فاضل عربی اس عاجز کی طرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یامن انشد نسیم الاشتیاق عن وسیم وصفه واستنشق عبا هر الازاهر من شمیم عطره وعبیر عرفه احیط حضرتك العالیة باسرار الاسرار واعید سعادتك السامیة من نوائب الاقدار لازالت سفن نجاتك تجری فی بحار العلوم والویة سیادتك معقودة لحل اشكالات المنطوق والمفهوم ولا برحت الجباه لعلو حضرتك ساجدة والافواه بالثناء علی محاسن ذاتك شاهدة لا احصی ثنائی علیك ولا دعائی وشوقی الیك السلام علیكم ورحمة اللہ وبركاته تحیة عن ودٍ اكیدٍ وقلب لم یكدره تنكیس اما بعد فان راقم الاحرف قد هبت به نسیم

نوٹ۔ ان خطوں کے مضمون سے ہم کو بحث نہیں لہذا انکا ترجمہ نہیں کیا گیا صرف انکی غلطی بیان کرنا مقصود ہے جو عنقریب آئیگا

الامال وزعزعته لواعج الانتقال حتی تذفته سهام الاقدار فی بلدة هذه الدیار فجمعته طرق الاتفاق بتقدیر لملك الخلاق بالاخ الرفیق والمولی الشفیق الحافظ المولوی محمد یعقوب وقاه الله من ورطات العیوب ووهدات الذنوب فی بلدة دهره دون لازال رحبها بالمواهب الالهیة مشحون فاخذ نا نجنی ثمار الاخبار ونديراقداح التذكار عما مضی وتقدم من الازمان والآثار حتی افضی بنا الحدیث الی هذا الزمان فذکرت حضرتکم العلیة فسئلته عن بیانها بوجه التفصیل والایضاح فاخبرنی بالجناب ومناقبه بما کان اهلا له حتی ثنی عنان فکری واستمال عطف خاطری الی مشاهدة الذات لما سمعت من بدیع الصفات اذ الکلام صفة لقائله ولا یخفی ما فی المشاهدة من عمیم الفائدة ولذلك طلبها الکلیم علیه السلام ولم یمنعنی من تلك الامشقة الطریق وتوقد الرمضاء واصفرار الید وخرق الجیب وعدم الراحلة رشعر، ولو انی المیر لطرت شوقاً + الیك ولم اکن عن ذاك ناحی ولکن اجنحی قصت وصیرت + فکیف یطیر مقصوص الجناح - وعلی کل حال فان عدم ذلك بالاقدام فممکن ان یکون بالاقلام لاسیما وقد قیل القلم احد اللسانین والمراسلة نصف المواصلة ولکن لیس الخبر کالعیان اذ هو عین الیقین الا انا اذا فقدنا الماء صرنا الی بدیله والسلام +

اسکے بعد کادیانی نے اِس خط کا جواب جو اس نے دیا تھا نقل کیا ہے پھر صفحہ ۱۲ میں دوسرے عرب کا خط نقل کیا ہے جو ذیل میں منقول ہے

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی اشرف الخلق اجمعین الی حضرت الجناب المحترم المکرم العزیز الاکرم مولانا ومرشدنا وهادینا ومسیح زماننا

غلام احمد حفظہ اللہ تعالی آمین آمین یا رب العالمین اما بعد لسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قد وصلنا کتابکم العزیز وقرئنا وفهمنا ما فیہ وحمدنا اللہ الذی انتم بخیر وعافیہ ویا سیدی اطلب من اللہ ثم من جنابکم العفو والسماح فیما قد اخطئت ویا سیدی انا ولدك وخادمك ومحسوب علی اللہ ثم الی جنابکم وان شاء اللہ تعالے انا ثبت وعزمت علی ان لا اعود ابدا ولا اتکلم بمثل الکلام الذی ذکر قط اجمل اللہ حالکم وشکر اللہ فضلکم والسلام +

الراقم احقر العباد محمد ابن احمد مکی

قد عجبنی الکلام الذی ذکرتم فی الکتاب الحمد للہ الذی وعدنی بملاقات جنابکم لا شك ولا ریب انك انت من عند اللہ امنا وصدقنا واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین +

الراقم محمد ابن احمد مکی

پھر صفحہ ۳۱ میں تیسرے عرب کے خط سے یہ عبارت نقل کی ہے

الی الجناب الاجل الناقد البصیر طود العقل العزیز وکوکب المشرق المنیر ذی الحزم والھمام اللہ الکبیر صاحب الالھام رکن الدولۃ الابدیۃ سلطان الرعیۃ الاسلامیۃ میرزا غلام احمد فضائلہ تلوح کالکوکب فی الآفاق للجاھل والعاقل بحر الندی الذی لا یری لہ الساحل ومنبع العلوم والعطایا التی ھی صافیہ المناھل +

اس دعوی اور اسکے ثبوت وشواہد میں جو کچھ کادیانی نے کہا ہے وہ ازسرتا پا اکاذیب و مغالطات کا مجموعہ ازانجملہ تین کذبوں کی یہاں تفصیل کیجاتی ہے +

پہلا کذب

اس کا پہلا کذب۔ اِس کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تمام مستند علماء میرے ساتھ ہیں اور وہ اسوقت چالیس کے قریب ہیں۔ اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو صرف نام کے مولوی ہیں +

اِس کے کذب ہونیکا ثبوت اور اسکا رد

اس دعویٰ کے دوسرے حصے کا کذب ہونا تو کس و ناکس پر اظہر من الشمس ہے کادیانی کے تکفیر پر پشاور سے کلکتہ تک کے جن مشاہیر علماء فضلا کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کی علمیت و فضیلت عوام وخاص میں مسلّم ہے۔ کادیانی پر وہ مخفی ہے۔ تو یہ اسکی آنکھ کا قصور ہے۔ نہ علماء کا قصور۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + راست خواہی ہزار چشم چناں + کور بہتر نہ آفتاب سیاہ + اور اس دعویٰ کے پہلے حصہ کا کذب عوام پر (جو کادیانی کے مریدوں کو مولوی سمجھتے ہیں)۔ مخفی ہو تو ہو خواص تو اسکو بھی ویسا ہی کذب جانتے ہیں۔ جیسا کہ حصہ دوم کو اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کادیانی کے ساتھ اس وقت تک کم سے کم ایک بھی عالم و فاضل نہیں ہے۔ جس کو علماء کے اصطلاح میں مولوی یا عالم کہا جا سکے۔ کادیانی نے اس رسالہ میں صرف تین شخص کو عالم قرار دیکر ان کی عبارتوں اور خطوں کو ان کے علم وفضیلت کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے لہذا ہم بھی ان تینوں کا عالم نہ ہونا ان ہی کی کلام سے ثابت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے اتباع میں سے دوسرے نام کے مولوی حکیم نورالدین بھیروی یا منشی محمد احسن امروہی یا میاں عبدالکریم سیالکوٹی کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا۔ تو ہم پہلے اُن لوگوں کی نسبت

کادیانی سے - یہ سوال کرنے - کہ براہ مہربانی وہ ہم کو بتا دے +

(۱) کہ ان صاحبوں نے علوم رسمیہ اور کتب درسیہ جن کی تحصیل سے لوگ علماء و فضلاء کہلاتے ہیں - کہاں تک اور کس مدرسہ یا اُستاد سے پڑھے ہیں

(۲) اور ان لوگوں کے پاس کن کن مشہور فاضل اُستادوں کی سندیں موجود ہیں +

(۳) اور ان سے کس کس شخص نے علم پڑھا اور استفادہ کیا ہے - اور کہاں پڑھا ہے پھر بالمقابلہ یہ ثابت کرنے کہ ان لوگوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو بحسب اصطلاح عالم و فاضل کہلانے کا مستحق ہو - گو عوام اُن کو مولوی کہیں +

کادیانی نے اُن لوگوں کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش نہیں کیا - تو اس مقام پر ہم کو بھی ان کی بے علمی کا ثبوت پیش کرنا ضروری نہیں - اور ان ہی تین عربی مولویوں کے عالم ہونے سے تعرض کرنا کافی ہے جس کو کادیانی نے اپنے دعویٰ کا شاہد ٹھہرایا ہے - جو کذب دوم کادیانی کے رد و جواب میں عمل میں آتا ہے +

دوسرا کذب

کادیانی کا دوسرا کذب اس کا یہ دعویٰ ہے - کہ تخت گاہ حرمین شریفین کے جگر گوشہ اور مستند علماء اور فاضل اسکے ساتھ شامل ہوتے جاتے ہیں - ان میں سے بطور نمونہ تین بزرگوں کی تحریرات بطور نمونہ نقل کیجاتی ہے" جس کو اس نے پہلے کذب کی دلیل و ثبوت میں پیش کیا ہے +

اِس کے کذب ہونیکا ثبوت اور اس کا ردّ

یہ دلیل نہیں - بلکہ عین دعویٰ ہے - کادیانی کا دعویٰ یہ تھا - کہ مستند علماء و فضلاء حرمین میرے ساتھ ہیں - اور اس کا ثبوت اس نے یہ دیا - کہ تین علماء

فضلاء عرب و شام نے اپنے خطوں میں میری تصدیق کی ہے۔ اور نہ سوچا کہ ان تینوں کا عالم فاضل ہونا میرے مخاطبوں کے نزدیک کب مسلم ہے۔ کہ ان تینوں کی تصدیق میرے دعویٰ کی دلیل ہو سکے۔ یہ تو وہی دعویٰ ہے جو میں نے کیا ہے۔ کہ عرب کے مستند علماء و فضلاء میرے ساتھ ہیں۔ ان تینوں کا میری تصدیق میں خطوط لکھنا تب دلیل ہوتا۔ جب کہ ان تینوں کا عالم و فاضل ہونا مخاطبوں میں مسلم ہوتا۔ یا میں پہلے اُس کو بہ دلائل ثابت کرلیتا۔ اور اگر کادیانی نے اس خیال سے ان تینوں کی تحریر و مقال کو اس دعویٰ کی دلیل قرار دیا ہے۔ کہ ان تینوں نے عربی میں لکھے ہیں جو ان کے عالم و فاضل ہونے پر دلیل ہیں۔ اور شامی کو تو ایک مولوی ڈیرہ دون (محمد یعقوب) نے بھی عالم فاضل کہہ دیا ہے اور اُس سے ایسی باتیں نقل کی ہیں۔ جو اس کے فاضل ہونے پر دلیل ہیں۔ تو یہ کادیانی کی سفاہت و بے علمی پر دلیل ہے۔ ان تینوں خطوں سے ان تینوں کا عالم و فاضل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ کادیانی کے فرضی مولوی دیرہ دون کے شامی کو عالم و فاضل کہنے سے یا ان باتوں سے جو اسنے شامی سے نقل کی ہیں۔ شامی کا عالم و فاضل ہونا ثابت ہوتا ہے +

ان تینوں خطوں سے ان تینوں کی فضیلت کا ثابت ہونا

ان خطوں سے ان کی فضیلت تین وجہ سے ثابت نہیں ہو سکتی

وجہہ اول۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ کہ وہ خط انہوں نے اپنے قلم اور علم سے لکھے ہوں۔ کیوں جائز نہیں۔ کہ کسی اور سے لکھوائے ہوں +

وجہہ دوم۔ عربی ان لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اور مادری زبان میں کچھ لکھنا یا لکھانا عالم ہونیکی دلیل نہیں۔ علوم سے جاہل بھی اپنی مادری زبان نظم و نثر میں اچھی طرح ادائی کرتے ہیں پھر وہ عالم فاصل نہیں کہلاتے +

وجہہ سوم - ان خطوں کی عربی عبارت بتارہی ہے - کہ ان کے راقم علوم صرف ونحو ادب وغیرہ سے محض جاہل ہیں - اور ان خطوں میں انہوں نے ایسی غلط تک بندی کی ہے - جیسے جاہل اہل لسان کیا کرتے ہیں - ان تینوں خطوں کی عبارت اول سے آخر تک غلط ہے - مگر ہم بطور مثال ان تینوں کی چند غلطیاں جو ان کی بے علمی پر دلیل ہیں - اہل علم کے سامنے پیش کرتے ہیں +

پہلے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

پہلے خط میں یہ فقرہ "اُحیط حضرتک العالیۃ باسرار الاسرار" غلط ہے - اس میں احیط فعل مالم یسم فاعلہ ہے - جس میں فاعل کو حذف کرکے مفعول بہ اس کے قائمقام کیا جاتا ہے - اور چونکہ احاطہ کا مفعول بہ بواسطہ حرف ب آتا ہے - فعل معروف ہو خواہ مجہول چنانچہ قرآن میں چھہ جگہہ[1] فعل معروف کا اور دو جگہہ[2] فعل مجہول کا اسی طرح استعمال ہونا - حاشیہ میں منقول ہیں - لہذا ضرور ہے - کہ جو اسکا مفعول بہ قائمقام فاعل کیا گیا ہو - اس پر حرف ب وارد ہو - اور اس عبارت میں لفظ اسرار الاسرار جس پر ب وارد ہے مفعول بہ نہیں ہو سکتا - اور لفظ حضرتک کو اگر مفعول بہ

---

[1] وہ چھہ مواضع یہ ہیں

(۱) ان ربک احاط بالناس (بنی اسرائیل رکوع ۶) (۲) احاط بہم سرادقہا (کہف ع ۴)

(۳) قد احاطہ اللہ بہا فتح ع ۳ (۴) ان اللہ قد احاط بکل شئی علما (الطلاق ع ۲)

(۵) احاط بالدیہم (سورۃ الجن ع ۲) (۶) احاطت بہ خطیئتہ (البقرہ ع ۹)

[2] وہ دو مواضع یہ ہیں

(۱) واحیط بثمرہ (کہف ع ۵) (۲) وظنوا انہم احیط بہم (یونس ع ۳)

ان چھہ مواضع کے علاوہ اور بہت مقام ہیں جیسے احطت بمالم تحط بہ وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل میں تطویل ہے +

قرار دیا گیا ہے۔ تو اس پر حرف سب نہیں۔ اور اگر شامی صاحب اسرار الاسرار کو مفعول به سمجھتے ہیں۔ تو پھر بتا دیں۔ کہ اس فعل کا فاعل کون ہے۔ اور حضرتک ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے۔ اور اسرار الاسرار پر وقوع فعل مذکور کیونکر ہو سکتا ہے؟ شامی صاحب خود اس غلطی کی تصحیح نہ کر سکیں۔ تو شام تشریف لیجا دیں۔ اور وہاں کے علماء سے اُسکو صحیح کرا لاویں +

دوسری مثال

تحتہ عن ود اکید وقلب الخ۔ اس میں لفظ عن غلط ہے۔ تحیة کا صلہ من آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ التحیة من عند اللہ مبارکتہ طیبة (تو ہ ع ۸) +

تیسری مثال

فی بلدة ہذہ الدیار۔ اس میں لفظ بلدہ محض بے محل و بے معنے ہے۔ گھروں کا شہر کوئی معنے نہیں رکھتا۔ کیا کوئی شہر بے گھر بھی ہوتا ہے؟

چوتھی مثال

لازال رجہا بالمواہب الالہتہ مشحون۔ اس میں لفظ مشحون کو مرفوع لانا غلط ہے یہ لازال کی خبر ہے جو منصوب چاہیے +

پانچویں مثال

اقداح التذکار عماضی۔ اس میں لفظ عن بے ضرورت ہے۔ ذکر بلا واسطہ متعدی ہوتا ہے "ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا"۔ لہذا اقداح تذکار ماضی چاہیے تھا +

چھٹی مثال

اصفرار الید محض غلط ہے۔ اصفرار ید سے اسکی مراد تہید ست ہونا ہے۔ یعنے بلاخرچ ہونا۔ اور اصفرار کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ سخت زرد ہونے کے معنے ہیں۔ صرف کے پہلے کتاب منتخب میں ہے۔ الاصفرار سخت زرد شدن*

*فٹ نوٹ۔ ان اغلاط کے لکھے جانے کے بعد شامی صاحب جن کا نام محمد سعید ہے قادیاں سے چکر کھاکر دو دفعہ خاکسار کے مکان پر بٹالہ میں آئے اور کچھ وقت مقیم رہے میں نے مدارات و مہمانداری کے بعد اُن سے ذکر کیا کہ آپکے خط پر نکتہ چینی کی گئی ہے چونکہ آپ میرے مہمان ہو چکے ہیں اور آپ کی خاطرداری عمل میں آئی ہے۔ لہذا آپ پیر یہ ظاہر کر دینا مناسب تہا تاکہ آپ ان اغلاط کو مشتہر دیکھ کر رنج اور یہ خیال نہ کریں۔ کہ ایک مہمان کی خاطرداری کے بعد اس کی خاطر شکنی کی یہ نکتہ چینی اس سے پہلے ہو چکی ہے پہر میں نے بعض اغلاط کو بہ تفصیل بتایا اور مدلل کیا جس پر انہوں نے بعض اغلاط کو (جیسے نمبر ۶) تسلیم کیا اور بعض کو (جیسے نمبر ۳) کاتب کی ذمہ لگایا اور بعض اغلاط (جیسے نمبر اول) کی تصحیح و توجیہہ میں زور مارا اگر ان سے کچھ بن نہ پڑا پہلے تو یہ کہا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے میں نے کہا کہ پھر بتایئے صحیح کونسی عبارت ہے۔ تو اُن سے کوئی عبارت صحیح بتائی نہ گئی پھر لفظ احبط کو اپنے معنے سے پہیرنے لگے تو پھیر نہ سکے اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ کچھ لکھینگے تو ہمارے اس بیان کی تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس دو دفعہ کی ملاقات میں اُن سے جو گفتگو ہوئی اُس سے ہی معلوم ہوا کہ وہ عالم نہیں۔ ہاں اُن کو اشعار عرب یاد ہیں اور شاید خود ہی شعر کہتے ہونگے۔ مگر شاعر ہونے سے عالم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اپنی مادری بان

دوسرے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

اس میں فقرہ حمدنا اللہ الذی انتم بخیر و عافیہ غلط ہے کیونکہ اگر جملہ اسمیہ انتم بخیر و عافیہ الذی کا صلہ ہے تو اس میں الذی کی طرف ضمیر نہیں ہے اور اگر یہ جملہ علیحدہ ہے تو الذی کا صلہ ندارد +

دوسری مثال

محسوب علی اللہ تم الی جنابکم ۔ بے معنے و بے محاورہ ہے ۔ لفظ محسوب حساب سے ہے تو اس کا صلہ الی بے معنے ہے ۔ اور اگر یہ کوئی اور لفظ ہے (محسور یا مجبور یا محبوس) تو اس کا پہلا صلہ علے ۔ دوسرا الی دونو کوئی وجہہ نہیں رکھتے ۔ اور نہ ان کے کوئی معنے بنتے ہیں +

بقیہ حاشیہ زبان میں جاہل بھی شاعر ہوتے ہیں دیکھو پنجاب میں وارث شاہ ہدایت اللہ مقبل وغیرہ +

کادیانی کی تائید و مدح میں شامی صاحب کی قصائد لکھنے کے وجہ اُن سے پوچھی گئی اور سوال کیا گیا کہ کیا واقعی آپ کادیانی کو مسیح موعود اور سچا جانتے ہیں ۔ جیسا کہ آپ کے قصیدہ ہمزیہ کا یہ بیت مشہور ہے ۔ انت الذی وعد الرسول وجند ا + وعدا بہ فقد صحت الانباء + تو اس کا اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ نہیں ہرگز نہیں اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شاعر ایسے ہوتے ہیں جیسے فلاسفر جن کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور جو وہ کہتے ہیں دل اور اعتقاد سے نہیں کہتے ۔ یہہ انہوں نے مسیح

تیسری مثال

وانشاء اللہ تعالیٰ انا ثبت غلط ہے اس میں جملہ انا ثبت شرط انشاء اللہ کے کی جزا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب جزاء شرط جملہ اسمیہ ہو تو جزاء میں فاء جزائیہ یا اسکے قائمقام حرف اذا کو حالت سعۃ کلام میں لانا واجب ہوتا ہے۔ جیسے امثلہ قرآنیہ

من یہدی اللہ فلا مضل لہ الخ وان تعذبہم فانہم عبادک۔ فلما نجاہم الی البر اذا ہم یشرکون۔

کہا۔ قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ والشعراء یتبعہم الغاوون الم تر انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون ما لا یفعلون۔ یعنے شاعر گمراہوں کے پیشوا ہوتے ہیں تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر ایک جنگل میں بھٹکتے (یعنے خیال بندی کرتے ہیں) اور وہ جو کہتے ہیں سو نہیں کرتے۔ (یعنے اس پر عمل و اعتقاد نہیں رکھتے) امرتسر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدہ ہمزیہ کے صلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دو سو روپیہ دیئے ہیں میں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح و تائید کی صلہ میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا اُن کو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بھروسہ قادیاں میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں قادیانی نے ان سے عربی نظم و نثر میں بہت کچھ لکھوایا۔ اور گو دودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے ان کی اچھی مدارات کی مگر اُنکے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا۔ اور وہ وعدہ پورا نہ کیا ایک عورت فاحشہ سے ان کا نکاح کرانا چاہا مگر اسکے فاحشہ ہونے کا اُن کو علم ہو گیا۔ اسلئے اسکے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اور اُن کو

میں واقع ہے اور اس جگہہ دونوں میں سے ایک نہیں +

چوتھی مثال

ولا التکلم مثل الکلام الذی ذکر قط - غلط ہے - قط ماضی منفی کے ساتھہ مختص ہے اور یہاں ماضی منفی نہیں ہے - اگر اسکو لا التکلم کے ظرف قرار دیا ہے تو وہ مضارع ہے اور اگر ذکر کی ظرف ٹھہرایا ہے تو وہ منفی نہیں ہے -

پانچویں مثال

محمد بن احمد مکی - دونوں جگہہ غلط ہے - مکی صفت محمد یا احمد کی ہے - اور دونو معرفہ ہیں اور مکی نکرہ حالانکہ صفت و موصوف میں تعریف و تنکیر میں مطابقت واجب ہے +

بقیہ حاشیہ - دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہہ سے ان کو پسند نہ آئیں - آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے جاتے ہوئے خاکسار سے ملے تو کادیانی پر بہت ناراضی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک رسالہ موسومہ بکرامات کادیانی لکھونگا اس میں کادیانی کی مکاری کا خوب اظہار کرونگا - اور انہوں نے مجھہ سے اس امر کی درخواست کی کہ میں ان کی یہ سرگذشت و پر حسرت کیفیت مشتہر کروں اور اس پر کادیانی کے اس بے وفائی اور وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں - اس درخواست کی وجہہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں - اور نیز اس سے عامہ خلائق کی ہدایت و صیانت مقصود و مدنظر ہے تاکہ عام لوگ کادیانی کے دام فریبوں سے واقف ہو جائیں اور اس دام سے

چھٹی مثال

انک انت من عند اللہ غلط ہے اس میں انت ضمیر فصل ہے اور ضمیر فصل کی شرط ہے کہ خبر معرفہ یا افعل سے تفضیل ہو جیسے انک انت العزیز الحکیم۔ زید ھو افضل من عمروٍ۔ اور اس مقام میں دونوں سے ایک نہیں +

تیسرے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

اس میں ذی الھام اللہ الکبیر کے بعد لفظ صاحب الالہام تکرار بلا فائدہ ہے جس میں تک بندی ہے (بے معنے ہی سہی) پائے نہیں جاتے +

بقیہ حاشیہ۔ سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس مضمون کے لکھے جانیکے بعد ہم نے سنا ہے کہ قادیانی کے در پردہ پیر و مرشد و بحسب ظاہر مرید حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کرا دیا ہے اس خبر کے سننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس نیز۔ خوشی اسلئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ کرامات قادیانی کے اشاعت چندے ملتوی رہیگی۔ شامی صاحب کے نکاح کی تجویز یہ خاکسار کہیں کرا دیتا تو ان سے جسقدر چاہتا قادیانی کے دو مذمت میں نظم و نثر (جیسی ان کو آتی ہے) لکھوا لیتا۔ ولیکن یہ پیشہ دلالی قادیانی صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دام مریدی میں پھنسایا ہوا ہے۔ جن کے نام نامی اور القاب گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں۔ اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ان ہی

دوسری مثال

منبع العلوم والعطایا التی ہی صافیۃ المناہل میں اگر التی ہی صافیۃ المناہل علوم وعطایا کی صفت بنائی گئی ہے تو یہ خلاف محاورہ ہے - کوئی ادیب علوم وعطایا کو صافیۃ المناہل نہیں کہیگا - اور اگر یہ منبع کی صفت ہے تو یہاں تذکیر وتانیث میں مطابقت صفت وموصوف (جو واجبات سے ہے) فوت ہے - کیونکہ منبع مذکر ہے اور التی الخ مونث ہے +

تیسری مثال

عقل کو عزیز کہنا بے معنے تک بندی ہے - اور اگر یہ لفظ عزیز ہے تو وہ تک بندی فوت ہے - یہ کادیانی کے شواہد خطوط اور مصدقین علماء عرب وشام وبغداد کے علم وفضیلت کی حقیقت بیانی ہے - اور جو از انجملہ پہلے خط رقمزدہ شامی صاحب کے جواب میں کادیانی صاحب نے عربی میں خامہ فرسائی کی ہے اور اِس میں اپنی عربیت وفضیلت کی داد دی ہے اِس کا بیان گو اس محل میں اجنبی معلوم ہوتا ہے مگر اصل خط شامی صاحب کے طفیل اِس کے جواب کی حقیقت نمائی ہے بالکل نامناسب نہیں ہے - پس پہلے کادیانی صاحب کا وہ جوابِ خط شامی صاحب نقل کیا جاتا ہے پھر اس کی عربیت اور کادیانی کی علمیت جو اس سے ثابت ہے بیان ہوگی - انشاءاللہ تعالیٰ +

بقیہ حاشیہ

کا شیوہ ومعجزہ ہے - لہذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہوسکی اور میںنے اُن کو کسی طرح کی امید نہ دلائی - ان دلچسپ حالات کو پڑھکر ناظرین کو دجال کادیانی جالوں اور چالوں کا پورا علم ہوگا اور اس کے اس دعوئ باطلہ کا کہ عرب وشام کے مستند فاضلوں نے اس کی تصدیق کی ہے بخوبی کُھل جائیگا - انشاءاللہ تعالیٰ +

رسالہ اظہار مخزنین کادیانی صاحب لکھتے ہیں

فاضل عربی کے محبت ناموں کا جواب اس عاجز کی طرف سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد فاعلم یا محبی ومخلصی قد وصلنی کتابکم العزیز واذا فتحتہ ونظرت الیہ وقراتہ وفہمت ما فیہ فاذا ہو من حبی نقی وفہیم وذکی ناقد بصیر ذی رای صائب وعقل عزیز الی نفقیر عن تکفیر محجوب صغیر وکبیر فحمدت اللہ علی انہ وہب لی کمثلک محباً مسلیاً من العرب العرباء یبشرنی بہ نسیم محبۃ تلک الشرفاء وکنت قد نمقت کتاباً لارسلہ الی دیار العرب والشام لعلی انصر من تلک الکرام فوجدت مکتوبک فی اسعد الایام وحسبتہ باکورۃ جنی العرب وتفائلت بہ لاصلاح الشرق والغرب۔ وتاقت نفسی ان اوطئی اللہ ثراک لازور اراک۔ یا اخی ان علماء ہذہ الدیار قد اکفرونی وکذبونی ورمونی بالبہتانات۔ وتمائلوا علی باللعن والطعن والہذیانات۔ فبرئت من تلک العلماء وعلمہم۔ ولحقت بمن یشک فی سلمہم وانی اری خواطرہم تشابہ خواطر الیہود۔ فی ظن السوء والتجاسر امام الرب المعبود۔ اصروا علی اکفاری وجاہدوا لاضراری۔ وکفروا امؤمنا موحداً فی التحریر والتقریر۔ وماندموا علی بادرۃ التکفیر وظنوا ان الوقت لیس وقت ظہور مجدد یجدد الدین۔ ویرجم الشیاطین۔ اماروا ان الغاسق قد وقب۔ ومحجۃ الخیر قد انتقب۔ والعدو صال علی حصن الاسلام ونقب۔ واخذ الظلام موضع النور وعقب۔ وظہر قوم علی الارض یعبد الصلیب۔ ویتخذ الہا العبد الضعیف الغریب۔ ویضل البعید والقریب ما فی یدیہم الا المکر والزور۔ او المال الموفور۔ فتہوی الیہم العمی والعو

ودخل فی شرکهم الزمر والجمهور۔ وعسی ان یدرک هذا العطب اکثر المسلمین
ویفنون من ایدی المغتالین۔ فنظر الله الی الامة المرحومة ووجدهم المستضعفین
فارسل عبدًا من عباده لیجدّد الدّین ویقیم البراهین۔ یا اخی ان هذه الایام
لیل دامس۔ وطریق طامس فرعی الله تعالٰے مفاسد هذا الزمان وتطایر فتن
الدوران۔ وظلام الکفر والطغیان وقیام الخلق علی شفاء النیران۔ فاعطی
نفضله مصباحًا یومنهم العثار ویندر السّنن والآثار وانی قصّصت علیکم
بعض هذه الایام لتدرککم رقته علی غربة للاسلام۔ فانی اراک فتی صالحًا
ومن المخلصین المحبّین وقد اسررتنی بکلمات محبتک وسلّیت باقوال مودتک
غریبا مهجور القوم ومورد الطعن واللوم فجزاک الله وحمک وهو ارحم الراحمین۔ آمین

کتبه الراقم العبد الضعیف مهجور القوم غلام احمد عفی عنه

بطالعہ مولوی الی آخرہ لغویات اور غلطیوں کا مجموعہ ہو گیا ہے مقام ہے بطور تمثیل چند غلطیاں بیان کی جاتی ہیں +
اس میں پہلی غلطی وہی لفظ عزیز کو عقل کی صفت میں لانا ہے جو تیسرے خط میں لایا گیا ہے

دوسری غلطی

تمایلوا علی تمامل کے معنے باہم گر ایک کا دوسرے پر جھکنا ہیں یہ سب کا کسی اور پر جھکنا جو کادیانی کا مقصود ہے
اس مقصود کے لیے لفظ مالوا علی چاہیئے تھا +

تیسری غلطی

مَهجه الخیر۔ بفتح اول۔ حائی حطی سے چاہیئے نہ ہوز سے اور اگر اس لفظ سے مُهجة بضم اول وسکون
ثانی مراد ہے جسکے معنے خون یا خون دل یا روح کے ہیں تو وہ یہاں بن نہیں سکتے۔ اور اسکے
نقب کے کچھ معنے نہیں +

چوتھی و پانچویں و چھٹی غلطی

قوم کی صفات یعبد و یتخذ و یضل بصیغہ مفرد لانا غلطی ہے تمام قرآن میں قوم کی صفات جمع آئی ہیں

قَومٌ لایفقہونَ قومٌ یعکفونَ وغیرہ وغیرہ +

ساتویں غلطی

شفاء المیزان۔ شفا بمعنے کنارہ بلا ہمزہ چاہیئے۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار +

آٹھویں غلطی

اسمرتنی۔ سمر مجرد خوش کرنے کے معنے میں آتا ہے۔ نہ اسمر مزید ان اغلاط کی تفصیل فہرست اغلاط خطبہ عربی وساوس کادیانی میں عنقریب آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ +

ڈیرہ دونی کے قول اور نقل سے شامی صاحب کی فضیلت کا ثابت نہ ہونا

ڈیرہ دونی کا نہ اپنا قول شامی کی فضیلت کا مثبت ہو سکتا ہے نہ اسکی نقل جس میں اقوال شامی منقول ہیں۔ اسکا اپنا قول اس وجہ سے مثبت نہیں ہو سکتا کہ وہ خود عالم نہیں۔ اپنے امی و عامی ہونے کا خود اقراری ہے۔ چنانچہ اسکے خط میں جو کادیانی نے نقل کیا یہ اقرار موجود ہے اور یہ قاعدہ مسلمہ کل ہے کہ کسی کے عالم ہونے کی شہادت ایسی شخص کی معتبر ہے جو خود بھی علم رکھتا ہو ایک دانا کا قول ہے ؎ قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ایک اور دانا کہتا ہے ؎ صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تعریف ناشناس و سکوت قدرشناس ان دونوں مسلمات سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈیرہ دونی کی تعریف شامی کی فضیلت کو توڑتی ہے نہ کہ جوڑتی اسکی نقل جس میں شامی کے اقوال منقول ہیں اس لئے مثبت فضیلت نہیں ہو سکتی کہ وہ اقوال علم و علماء کی شان سے بہت بعید ہیں۔ وہ اقوال واقعی شامی صاحب نے کہے ہیں تو ان سے ثابت کہ شامی صاحب عالم نہیں ہیں +

ازانجملہ ایک یہ قول ہے جو ڈیرہ دونی نے شامی سے نقل کیا ہے۔ کہ اُنہوں نے

کہا۔" ہمنے اِس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اور ہندیوں کا تو کیا ذکر ہے یہ قول اگر واقعی شامی کا قول ہے تو یہ یقین دلاتا ہے۔ کہ شامی صاحب کا جوف علم سے خالی ہے۔ اور بجائے علم اس میں نادانی کی ہوا بھری ہوئی ہے۔ کیونکہ خالی برتن ہی زیادہ بولتا ہے۔ اور وہی برتن ہمیشہ اچھلتا ہے جو بھرا ہوا نہ ہو +

آپ اِس زمانہ کے تمام عربوں کے اشعار کو پسند نہیں کرتے۔ سب ہندیوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ آپ شعر گوئی اور ادب کہاں سے سیکھے ہیں۔ اور آپ ہیں کس زمانہ کے ؟ کوئی پُرانا خرانٹ عرب شاعر وخطیب یہ دعویٰ کرے۔ تو زیب بھی دے آپ تو ہنوز بچے ہیں۔ آپ کی عمر اسوقت بائیس ۲۲ برس کی ہے چنانچہ آپنے عند الملاقات بیان کیا۔ اور آپ کا چہرہ دیکھکر بھی ہر کوئی بحکم ست روشن ہمیں حالش میرس آپکی یہی عمر بتائیگا اور جو کچھ آپ نے عربیت اور ادب میں سیکھا ہے۔ اگر وہ عرب میں سیکھا ہے۔ (چنانچہ آپ کا دعویٰ ہے) تو ضرور ہے کہ آپ کی عربی استاد پرانے شاعر آپ سے فائق ہوں۔ اور اگر مدرسہ عربی سہارنپور وغیرہ میں سیکھا ہے۔ (چنانچہ آپکے بعض* ہم مکتبوں کا بیان ہے) تو ضرور ہے کہ آپکے ہندی اُستاد ادب میں آپ سے برتر ہوں۔ آپ اپنی عمر کے چار پانچ سالوں میں جو بعد بلوغت آپ کو نصیب ہوئے ہیں۔ ایسے شاعر وادیب کیونکر بن گئے۔ کہ تمام عرب اور ہندیوں کو ہیچ سمجھنے لگ گئے۔ گُے آمدی وکے پیر شدی +

اے حضرت! بسیار عمر باید تا پختہ شود خامی۔ آپ کی یہ لاف زنی یہ یقین دلاتی

---

*وہ میرے ایک عزیز دوست مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں جنہوں نے بذریعہ خط مجھے انہی دنوں اطلاع دی تھی کہ یہ شخص سہارنپور میں میرے ساتھ پڑھتا تھا میں اس کو خوب جانتا ہوں۔ اس کے بعد شامی صاحب نے بھی عند الملاقات بیان کیا کہ میں سہارنپور پڑھتا رہا ہوں +

ہے کہ آپ عالم نہیں ہیں - **ازانجملہ شامی صاحب کا یہ قول ہے** جو دیرہ دونی نے اُنسے نقل کیا ہے کہ جو شخص اس سے (یعنے کادیانی کی عربی عبارت کتاب وساوس سے) بہتر لکھنے کا دعویٰ کرے چاہے - عرب ہی کیوں نہ ہو وہ ملعون مسیلمہ کذاب ہے* - یہ قول بھی انکا ہے - تو اور بھی یقین دلاتا ہے - کہ شامی صاحب عربیت اور علوم سے محض ناواقف اور اجنبی ہیں کیونکہ کتاب وساوس کی عربی ایسی غلط و کریہ ہے - کہ ادنیٰ طالب العلم علم نحو جاننے والا اسکی غلطی پر شہادت دیسکتا ہے - چنانچہ مضمون "بعض اغلاط عبارت عربی کادیانی کی فہرست" سے جو مضمون ہذا کے بعد آئیگا ناظرین کو معلوم ہوگا پھر جو شخص اس عبارت کو بے نظیر کہے - وہ ناواقف نہیں تو اور کون ہے - اور اس کتاب کے عبارت عربی سے بہتر عبارت لکھنے والے کو ملعون و مسیلمہ کذاب کہنا بھی اسی کا کام ہے جو علوم و مسائل دین سے محض ناواقف اور جاہل ہو مسلمان اہل علم کو اس بات کا کامل یقین ہے - کہ یہ رتبہ کہ اس سے بڑھکر یا اس کے برابر کسی سے بن نہ پڑے صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے جس نے فاتوا بسورۃ من مثلہ کا اشتہار دیا ہوا ہے - اور

---

* شامی صاحب سے (عند الملاقات) دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ کلمہ کہا ہے تو انہوں نے کہا کہ مینے ہرگز نہیں کہا - یہ محض افترا اور کذب ہے - اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسکی نقل و بیان میں ان الیٰ کاذب و مفتری کون ہے کادیانی یا دیرہ دونی یا شامی بہرحال ہمارا جھوٹا کہیں نہیں گیا کادیانی ہو یا دیرہ دونی یا شامی اور یہ کلام پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اگر شامی صاحب جھوٹ بولتے ہیں تو اُن کی تعریف و تائید کادیانی لائق اعتبار نہیں اور اگر دیرہ دونی نے یہ افترا کیا ہے تو اُسکی نقل پایۂ اعتبار سے ساقط ہے - اور اگر یہ کادیانی کی من گھڑت ہے تو آپ کے دعاوی حقانیت و مسیحائیت و ولایت و نبوت سب غلط ہوتے ہیں کیا ایسے مفتری کذاب بھی سچے مسیح و ولی ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں +

اس کا مقابلہ و معارضہ بھی بجز مسلیمہ کذاب و دیگر کذابین کسی نے نہیں کیا جس میں وہ ناکامیاب ہی رہے) پس اگر شامی صاحب کادیانی کی عبارت عربی کو قرآن کی ہم پلہ سمجھتے ہیں تو اس سے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ بہرہ کون ہوئے۔ ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ ناظرین آپ ہی فتویٰ لگا دینگے۔ یہ ان تینوں صاحبوں کے عالم ہونے کے دعویٰ کادیانی اور اسکے شواہد میں کلام ہے +

اب ان تینوں کے مستند اور جگر گوشہ حرمین شریفین ہونے میں جسکا کادیانی نے دعویٰ کیا ہے۔ گفتگو ہوتی ہے۔ پس واضح ہو کہ حرمین کے مستند ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ حرمین اور ان کے ماتحت بلاد کے لوگ ان کے فتوی سے استناد اور اعتماد کریں۔ اور دین میں ان کی سند لیں۔ اور جگر گوشہ ہونیکے معنے تو ظاہر ہی ہیں کہ وہ جگر کے ٹکڑے ہیں۔ اور حرمین میں ایسے عزیز الوجود یا رکن رکین ہیں۔ جیسے بدن انسان میں جگر ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ ہو۔ تو انسان زندہ ہی نہیں رہتا +

اور ان صفات کا ان تینوں صاحبوں میں پایا جانا کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے۔ ہزاروں اہل اسلام عرب اور حرمین میں گئے ہیں۔ یہ خاکسار راقم خاص کر مکہ معظمہ میں چھ مہینے کے قریب رہ آیا ہے۔ کسی گلی کوچہ مدرسہ مکتب دار القضا دار الافتا بیت الشرفا میں ان کا نام تک نہیں سنا۔ اور بہت سے فتوے عرب سے ہندوستان میں آئے۔ اور موجود ہیں کسی فتوی پر ان تینوں کا دستخط یا مہر نہیں ہے +

دوسرے اور تیسرے صاحب کو تو مینے نہیں دیکھا۔ مگر پہلے شامی صاحب کو تو ہندوستان پنجاب کے بہت لوگوں نے دیکھا اور انکے حالات کو سنا ہے۔ اور وہ ابتک پنجاب میں موجود ہیں۔ ان کی صورت اور عمر دیکھ کر کس ہو نا کس بحکم "رُو یش بہ بیں حالش مپرس" کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ ہنوز بچے ہیں اور اس لائق نہیں۔ کہ عرب کے مستند علماء و فضلاء میں شمار ہوں۔ یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے (اگرچہ خاصکر ان تینوں صاحبوں کی نسبت کچھ کہا نہیں جا سکتا) کہ عرب

چھوڑ کر جو لوگ ہندوستان میں آتے ہیں ۔ وہ اکثر عامی ہوتے ہیں ۔ جو صرف گداگری
کیلیے شہر بشہر پھرتے ہیں ۔ وہاں کے نامی علماء اور خاندانی مشایخ و شرفا ایسے مقدس
ملک کو کب چھوڑتے ہیں ۔ جنکو ہمارے اس بیان میں نزاع ہو وہ ہم کو بتادیں کہ کونسا
عالم مفتی یا شیخ یا شریف ہندوستان میں آیا ہے اور وہ در بدر اور شہر بشہر پھرا ہے
اگر وہ کوئی عالم شریف ایسا بتا سکیں تو سمجھیں لو ورنہ انصاف سے تسلیم کریں کہ عمدہ یہ
آدمی گھر و بادیہ نجد و عرب یعنی ہندوستان میں روٹی کمانے آتے ہیں اور سید شریف
مفتی عالم کہلاتے ہیں اور در حقیقت کچھ نہیں ہوتے ۔ ایسے لوگوں سے چند فلوس
دیکر جو کچھ کوئی چاہے لکھوا سکتا ہے ۔ اور اہل دانش و بینش ایسے بے پتہ اشخاص کے
قول و فعل کا ہرگز اعتبار نہیں کیا کرتے ؛

کادیانی نے جو یہ کہا ہے ۔ کہ اسلام کے مستند علماء کا تخت گاہ حرمین شریفین
ہے ۔ زادہما اللہ مجداً و شرفاً و برکتاً اور اسلام میں یہی بلاد عرب خاصکر کے مکہ و مدینہ دین کا
گھر سمجھے جاتے ہیں ۔ اس سے جو اس کا مقصود تھا (کہ علماء حرمین اس کے
ساتھ ہوتے جاتے ہیں) وہ تو جیسا باطل ہوا ہے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا ۔ مگر یہ قول آپکا
اگر دل سے ہے ۔ تو اس پر آپکا دہان مبارک قند و شکر سے پُر کردینے کا مستحق
ہوگیا ہے ۔ اور آپ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لائق ہے ؛

ہم اس قول کی دست آویز سے کادیانی کو ایسی تدبیر و تجویز بتاتے ہیں ۔ جو روز
کے جھگڑوں کے جڑھ کاٹ دے اور کادیانی کو (اگر وہ اپنے دعووں میں اور نیز اس قول میں
سچا ہے) تمام جہان کا عزیز و مخدوم و مقبول بنا دے ؛

وہ تدبیر با توقیر و تجویز ہر دلعزیز
یہ ہے

کادیانی صاحب ان تینوں فرضی علماء حرمین کی شہادت کو توڑ کریں (واپس لیں) اور

اور بجائے اس کے خود بنفس نفیس حرمین شریفین میں تشریف لے چلیں انکا زاد و راحلہ خاکسار کے ذمہ ہے جب قصد کریں فوراً نقد وصول کرلیں۔ اور وہاں چلکر پہلے کعبہ کا حج کریں۔ اور اس فریضہ اسلام کے ادا کرنے سے جو غالباً دس ہزار روپیہ کی ذاتی جائداد کے مالک ہونے سے اور دس ہزار سے زائد فتوحات کا روپیہ آنے سے ان پر فرض ہو چکا ہوگا۔ فارغ ہو کر پورے مسلمان بنیں اس کے بعد اپنے عقائد و مقالات کو علماء حرمین شریفین کے حضور میں پیش کریں + ان علماء نے ان عقائد کو اسلامی عقائد قرار دیا۔ اور آپ کو مجدد و امام وقت و مسیح موعود سمجھکر اپنا مقتدا بنا لیا۔ تو پھر ہندوستان کیا تمام روئے زمین کے مسلمانوں میں آپ مخدوم و امام مانے جائینگے۔ اور آپکے مخالفین و معارضین خصوصاً یہ خاکسار ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ جو اس سفر میں آپ کا ہمرکاب ہوگا۔ بھی آپکا لوہا مان لیگا۔ پس اب چلنے کی ہی ٹھہرا دیں۔ اب تو آپ پر حج بھی فرض ہو گیا۔ اور عدم استطاعت کا عذر اگر تھا جاتا رہا۔ ایک شخص آپ کے زاد و راحلہ کا ذمہ وار ہو گیا ہے۔ اور آپ کی سچائی کا وہ معیار و قانون جسکو آپ نے بڑے فخر و ناز کے ساتھ بیان کیا تھا آپ کے خصم نے مان لیا ہے اب کیا رہا۔ آپ نے اس تدبیر و تجویز کے تسلیم سے انکار کیا۔ تو کس و ناکس کو یقین ہوگا۔ کہ حرمین اور وہاں کے علماء کی تعریف میں آپ کا وہ بات کہنا محض کذب ہے اور چھپی نفاق پر مبنی ہے اور آپ کا یہ دعوی کہ مستند علماء حرمین آپ کے ساتھ ہو جاتے ہیں نیز محض کذب ہے۔ جس سے جہلا عوام کی تسخیر آپ کو مدنظر ہے۔ اور آپ کو کامل یقین ہے کہ حرمین شریفین کے علماء آپ کو کافر بلکہ اکفر جانتے ہیں۔ اور اس وجہ سے آپ حرمین کے فتوی و فیصلہ پر ہرگز راضی نہ ہونگے بلکہ کبھی حرمین جانیکا قصد نہ کرینگے۔ اور یہ جانتے ہونگے۔ کہ آپ حرمین جاکر اور وہاں پر اپنے عقائد جدیدہ ظاہر کرکے وہاں سے زندہ اور سلامت واپس نہیں آسکتے۔ اور اس خوف و عذر سے آپ حج خانہ کعبہ بھی اپنے ذمہ سے ساقط کر بیٹھے ہونگے +

ہمارا یہ خیال غلط ہے تو بسم اللہ کیجئے اور میدان میں چلنے کی تیاری کرکے جنت جانے کے زاد راہ لیجئے +

تیسرا کذب

تیسرا کذب کادیانی کا حافظ محمد یعقوب خان مقیم دیرہ دون کو مولوی کہنا۔ اور اُن کو اپنا ایسا حواری قرار دینا کہ وہ آپکو امام وقت مان گئے ہیں۔ اور اپنی جان (یعنی زوجہ اور اولاد) کا مالک بنا چکے ہیں +

اسکے کذب ہونے کا ثبوت اور اُسکا رد

ہم نے کادیانی کے رسالہ الطہارۃ میں حافظ محمد یعقوب خان صاحب کا وہ خط جو کادیانی نے اسمیں نقل کیا ہے۔ پڑھا تو اسپر ہم کو تعجب ہوا۔ کہ ایک شخص جو مولوی عالم ہو کیونکر کادیانی جیسے بے اعتقاد و بے دین کو اپنا امام اور اپنی بیوی بچوں کا مالک بنا رہا ہے۔ اس سے پہلے حکیم نور الدین نے کادیانی کے حق میں ایسے کلمات کہے تھے مگر ان کا ایسا کہنا محل تعجب نہ تھا۔ کیونکہ وہ صاحب غرض ہیں کادیانی کے ذریعہ اپنا نیچری مذہب پھیلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ نمبر ۲ اعلام [illegible] میں [illegible] ہو چکا ہے اور وہ اس غرض کے لئے جسقدر جھوٹ بولیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پیر جی رضا بخش صاحب جیسا کہ تحقیق الرشید پیر محمد حبیب اللہ صاحب سہو و اکثر ابتدا حال صاحب
کا حال دریافت کیا۔ اس دریافت کرنے پر حافظ محمد یعقوب خان صاحب نے خود بھی
اپنا حال اپنے خط میں لکھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس خط سے جیسا کہ حافظ
محمد یعقوب خان صاحب کا مولوی و عالم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہ ثابت
ہے کہ وہ ہنوز پورے عیسائی مرزائی نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو اخیر وقت
تک حنفی المذہب مقلد لکھتے ہیں اور حنفی المذہب مقلد سے ہرگز ممکن و متصور نہیں کہ وہ عیسائی
مرزائی ہو جائے۔ جب تک کہ وہ حنفی المذہب کا مقلد ہو بلکہ کادیانی کے اتباع کی اکثر
اُسی فرقہ میں پھیلی ہے۔ جو عامی و جاہل ہو کر مطلق تقلید کے تارک اور غیر مقلد بن گئے ہیں
یا ان لوگوں میں جو نیچری کہلاتے ہیں جو درحقیقت اسی قسم کے غیر مقلدوں کے برادر
و شاخ ہیں۔ اس امر کو ہم ایک مستقل مضمون میں ثابت و مدلل کر دیا چاہتے ہیں۔ جو
عنقریب شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کادیانی کا حافظ محمد یعقوب خان صاحب کو اولاً مولوی کہنا پھر اُن کو اپنا معتقد الہٰی ملہوک
قرار دینا اپنے اس دعوے کی تصدیق کے لئے ہے۔ کہ مولوی عالم اس کے ساتھ ہیں
جن کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ اور وہ اس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ اور اس
کذب سے اس کی غرض یہ ہے۔ کہ جاہل لوگ خصوصاً جو مطلق تقلید چھوڑ کر شتر بے مہار
ہو بیٹھے ہیں۔ اور مطلق تقلید کے نام سے ایسے چونکتے ہیں کہ تقلید ائمہ سلف صالحین صحابہ
و تابعین و اجماع مسلمین کو بھی گمراہی جانتے ہیں۔ اور خاکے شاہ کی کنتیا کی
مانند کس و ناکس کی (جو کوئی آیۃ خواہ کیسے غلط معنے سے سنائی جاتی ہو
یا کوئی حدیث خواہ موضوع ہی ہو اُن کے سامنے پڑھ دے) پیروی اختیار
کر لے اور بحکم کل جدید لذیذ۔ نئے دل نیا مذہب اختیار کرنا پسند کرتے ہیں اس
کے دام میں آجائیں۔ کادیانی کے ایسے شخصوں کو (جو مولوی ہونے سے خود انکاری ہیں)

مولوی کہنے سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے باقی پیرو مولوی (جن کی تعداد وہ چالیس کے قریب بتاتا ہے) بھی اسی قسم کے ہونگے۔ یہ کذب کادیانی کچھ نیا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسکی قدیم سنت ہے۔ اسنے اپنے ازالہ اوہام و فیصلہ آسمانی میں منشی غلام قادر اڈیٹر پنجاب گزٹ سیالکوٹ کو۔ اور ضرورۃ فیصلہ آسمانی میں منشی محکم الدین مختار امرتسر کو (جنہوں نے آجتک خود مولوی نہیں کہلایا نہ کسی اور اہل علم نے اُن کو مولوی کہا ہے) مولوی لکھدیا تھا فہرست مریدان و حاضرین جلسہ سالانہ ۹۱ و ۹۲ع کی فہرستوں میں کس و ناکس کو مولوی لکھدیا جس سے اس کا مقصود وہی دھوکہ دہی ہے۔ کہ جاہل لوگ مولویوں کا نام سُنکر اس کے دام میں پھنسیں اسی غرض سے اس رسالہ میں اس نے مولویوں کی تعداد چالیس کے قریب بتائی ہے۔ ہم نے اس کے ان جہلاء فہرستوں کے مولویوں کو شمار کیا۔ تو ان میں سکولوں کے ٹیچر (معلم) اور نام کے مولوی (جن کو بجز کادیانی کسی اہل علم مولوی نہیں کہا) ملا کر ان کی تعداد کو ۲۶ سے زیادہ نہ پایا۔ اس چھبیس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو اس کے سالانہ جلسوں میں محض فریٹروں کی تماشیوں میں آملے تھے۔ اور وہ کادیانی کو گمراہ جانتے ہیں۔ اور خاص کر مریدوں کی فہرست میں تو یہ تعداد کادیانی کے نامزد مولوی اور سکولوں کے ٹیچر ملا کر ۳۲ تک پہنچتی ہے۔ اب ہم وہ خط نقل کرتے ہیں۔ جو حافظ محمد یعقوب خان نے خاکسار کے نام تحریر کر کے ارسال کیا ہے۔

نقل خط حافظ محمد یعقوب خانصاحب ڈیرہ دونی

۲۳ مئی ۱۸۹۳ء سہ شنبہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۱۰ ہجری ڈیرہ دون محلہ [illegible]

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مخدوم العلماء مولانا صاحب عم فیضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ خاکسار محمد یعقوب خان سلام مسنون کے بعد آداب مخلصانہ عرض کرتا ہے۔ خاکسار کو اس سے

پہلے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن میں تقریباً گیارہ برس سے یعنی جب سے یہاں ڈیرہ دون میں مقیم ہوں آپ کے کمالات فضل و علم کی شہرت سُنتا آتا ہوں اور اس عرصہ میں ہمیشہ تو نہیں مگر اکثر آپ کے رسالہ اشاعۃ السنۃ کو دیکھتا رہا ہوں کل ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کو آپ کا ایک خط بہ جی خدا بخش و محمد حنیف کے نام ملفوف رسالہ اشاعۃ السنۃ کے آیا ہے۔ اس میں خاکسار کے حالات دریافت فرمائے گئے ہیں اس لئے جی میں یہ خیال آیا کہ میں خود ہی اپنے حالات خدمت مبارک میں عرض کروں اور میرے خیال میں مجھ سے بہتر طور سے شاید میرے حالات کوئی دوسرا نہ بیان کر سکے گا اس لئے اوقات مبارک کا حرج کر کے ملتمس خراشی کرتا ہوں۔ میں سہارنپور کے ضلع کا رہنے والا ہوں۔ آب و دانہ کی کشش نے تلاش معاش کے طور پر یہاں لا ڈالا ہے اور اتفاقات تقدیر سے یہیں رہ پڑا ہوں۔ میں پڑھے لکھوں میں شمار نہیں ہوں کہ یہ بتاؤں۔ کہ کیا کیا پڑھا ہے اور کس کا شاگرد ہوں۔ اُردو وغیرہ کی معمولی نوشت خواند سے کسی قدر واقف ہوں۔ جس سے ایک ادنیٰ حیثیت کی گذران* کر سکتا ہوں۔ نہ علماء کے زمرہ میں ہوں۔ نہ طلبا کا نام لیوا حتی کہ مولوی وغیرہ کے فرضی لقب سے بھی مشہور نہیں ہوں۔ اور نہ صرف مولوی بلکہ منشی وغیرہ الفاظ بھی جو کسی درجہ کے پڑھے لکھے ہونے کا پتا دیا کرتے ہیں۔ میرے نام کے ساتھ مشہور نہیں۔ کتابیں دیکھنے کا شوق ہے اُردو وغیرہ کے رسائل دیکھ سکتا ہوں۔ ان میں سے جو سمجھ میں آ گیا۔ آ گیا جو مضمون بے علمی کے سبب رہ گیا۔ رہ گیا۔ قدیم سے حنفی ہوں۔ آپ کی تصنیفات اور اہل حدیث کے ملنے کا اتنا اثر ہے کہ اہل حدیث اور عمل بالحدیث کو بُرا نہیں سمجھا کرتا ہوں۔ اور جو جھگڑے اہل حدیث کے ساتھ یہاں ہوگئے جن میں سے بعض میں عدالتوں اور لڑائیوں تک نوبت پہنچی ان سب میں میں حنفیوں سے الگ رہا ہوں۔ اور یہ بھی ہے کہ لڑائی جھگڑوں اور مزاحمتوں میں عمائد و معتبر لوگ شریک ہوا کرتے ہیں میں چونکہ

* سنا ہے آپ انگریزوں کو اُردو وغیرہ پڑھا کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

ادعا والکاش سنے ہوں۔ مرتو ملکیسی و عرتبی ترا کہ می پرسد) کا مصداق بنا رہا ہوں۔
مجھے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑا کہ آپ نے مجھے بھی مرزا غلام احمد صاحب کا حواری
اور اپنے یاروں کا بہکانے والا کیونکر قرار دے لیا۔ حالانکہ آپ کو ابھی تحریر کے موافق
میرا مفصل حال بھی معلوم نہیں۔ ایسے مجہول الحال کی طرف تو آپ کا ایسے مرزا کا خیال
کا اعتنا بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مرزا صاحب سب کچھ بنے مگر بقول آپکے آپ کے
سامنے مولوی نہیں بن سکے۔ مولوی محمد احسن صاحب اور حکیم نور الدین صاحب
کی حالت ان سے بھی زیادہ خراب ثابت کی گئی۔ بہکنے بہکانے کی کیفیت تو یہ ہے کہ
پیر جی خدا بخش صاحب میرے والد کے ملنے والوں میں سے ہیں۔ اور میرے والد
سے عمر میں شاید بڑے بھی ہیں میں محمد حنیف کا ہم عمر ہوں۔ اور چونکہ میں غریب آدمی
ہوں۔ پیر جی صاحب میرے محسن بھی ہیں۔ لیکن ان سب باتوں سمیت مجھے وہ تمار تقلید
نہیں بنا سکے۔ اور نہ میں اُن کو حنفی بنا سکا۔ مرزا غلام احمد صاحب کا اشتہار براہین احمدیہ
شاید اول اول اشاعۃ السنۃ میں دیکھا تھا اس سے کتاب دیکھنے کا شوق پیدا ہوا
اہل مقدرت دوستوں نے کتاب منگوائی۔ دیکھنے میں میں بھی شریک ہو گیا۔ مگر وہی آدھی
کچی پکی سمجھ سے جو سمجھ میں آیا سمجھ لیا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ جب کوئی حصہ آیا۔ اُنکو
اُنہیں دنوں دیکھ بھال لیا۔ اپنے ملک کی کتاب ہو۔ تو آدمی دوبارہ سہ بارہ میں
کچھ زیادہ کام نکال لے۔ میں اس سے بھی محروم۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب کے حالات
زیادہ معلوم ہونے لگے۔ بعض اور تحریریں اور اشتہارات آنے کا سلسلہ بندھ گیا۔ اور
یہ سلسلہ باعث ہو گیا حسن ظنی پیدا ہونیکا۔ اس پر مولوی محمد احسن صاحب تو خاص طور پر
اور آپ بھی عموماً مرزا صاحب کی تعریف کیا کرتے تھے۔ یونہی آہستہ آہستہ خط و کتابت
سے تعلق محبت پیدا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کے دعاوی جدیدہ کے زمانہ میں ہر چند
طبیعت اوکھڑی رہی چنانچہ اس باب میں مرزا صاحب سے مختصر اور مولوی محمد احسن صاحب

ہے کسی قدر بسط کے ساتھ خط وکتابت میں گفتگو بھی ہوئی۔ پارسال رمضان شریف میں
مولوی صاحب سابق الذکر یہاں تشریف لائے تھے۔ تو زبانی بھی کہنے سننے کا اتفاق
ہوا۔ سو بھی ایک آدھ بات میں۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ دن کو مجھے اپنی نوکری
اور گھر کے کاروبار سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ رات کو روزہ کے تکان کے علاوہ قرآن شریف
سنا کرتا تھا۔ یہاں پارسال ہیضہ کی کثرت تھی۔ ملنے ملانے والوں کی عیادت و تعزیت
بھی کرنی پڑتی تھی غرضکہ جمعیت و اطمینان سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ جس طرح ایک
بے علم اپنے من سمجھوتی کر لیتا ہے اُسی طرح اگر کچھ سمجھ بھی لیا ہے۔ تو اس کو دوسروں کے
معاملات سے کیا علاقہ۔ اس کے سوا میں اوپر عرض کر آیا ہوں۔ کہ میں اپنے بےمائگی علم کے
سبب اپنی دانست میں بھی مقتدا بننے کے لائق نہیں ہوں۔ جیسے ہر شخص ایک رائے
رکھتا ہے۔ میری بھی اس معاملہ میں ایک رائے ہے۔ جو شخصی رائے سے زیادہ وقعت نہیں
رکھتی۔ مرزا صاحب کے مطالب کی تحقیق جیسی چاہیئے ہو نہیں سکی۔ اور چاہے بے توفیقی
سمجھیے۔ خواہ تعصب پوری کوشش کی بھی نہیں گئی۔ مرزا صاحب کے خلاف میں کئی رسالہ
دیکھے بھی ہیں۔ شفاء الناس۔ بیان الناس۔ مناظرہ حضرت مولوی محمد بشیر صاحب
وغیرہ وغیرہ آپ کا رسالہ جو پارسال آیا تھا اس کو بھی میں نے پڑھا ہے۔ کل آیا ہے
اسکو بھی دیکھ رہا ہوں۔ میرا یہ خیال ہرگز نہیں کہ آپ جیسے علماء کو ہم بے علموں کی
نصیحت کرنے کا استحقاق نہیں۔ ماننا نہ ماننا توفیق خداداد سے تعلق رکھتا ہے۔
مرزا صاحب نے مقتدا بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ اُن سے آپ خفا ہوں۔ تو ایک بات
بھی ہے۔ ہم جیسے عامیوں کی شخصی رائے سے آپ کیوں خفا ہوتے ہیں۔ شخصی خیالات
والوں کے بکنے سے امام محمد کے بعد شاید آپ سے تا ہنوز کبھی نہ ہو۔ میں نے ایسا سمجھا
کہ شاید کسی نے پہلے ہی دستی آپ سے کہہ دیا ہے کہ محمد یعقوب کوئی مولوی یا مرزا صاحب
کا کوئی حواری ہے جس کے لکھنے میں شائبہ ملمع کے ترہیب سمجھتا ہوں۔ آپ تو الاقرب

نا لافرب فرماتے ہیں۔ اور اس گروہ کے نام نمود والے آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکے من کہ باشم کہ در آئم بہ شمار بے بارے۔ مینے آپ کی کلام سے اکثر دینی نفع اٹھایا ہے۔ اس لئے میں آپکا شکرگذار ہوں۔ اور دعاگو بھی۔ آپ کا اگر حرج نہ ہوا کرے۔ تو گاہے گاہے عزت نامہ سے معزز فرمادیا کیجئے۔ اور اَقَلًّا اسی عریضہ کا جواب مرحمت ہو۔ زیادہ حد ادب اگر اس عریضہ میں کوئی لفظ خلاف ادب میری قلم سے نکلا ہو۔ تو میں نہایت ادب سے اس کی معافی چاہتا ہوں۔ عریضہ نگار محمد یعقوب خان مدہوش تاریخ اوپر لکھ آیا ہوں"۔

یہ خط ہمارے بیان کا صریح طور پر مصدق ہے اور شاہد ناطق ہے کہ حافظ یعقوب خان صاحب نہ تو مولوی ہیں۔ اور نہ کادیانی کے حواری وفدائی۔ کادیانی نے ان دونوں دعاوی میں کذب سے کام لیا۔ اور حافظ یعقوب خان صاحب پر افترا کیا ہے۔ رہی اس خط کے اور مضامین سے بحث سو اس مقام میں ایسی بحث بیہودہ کادیانی کی دروغ گوئی آئندہ کے ذیل میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی کے ضمن میں حافظ صاحب کی اس درخواست کا کہ اس خط کا جواب دو جواب دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

کادیانی کے رسالہ اظہار کے اکاذیب کی تفصیل ہو چکی۔ اب اس کی اور تحریرات و تقریرات کی اکاذیب سُنو۔

ایک اور تحریر میں کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

کادیانی صاحب اپنے خط مورخہ ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۳ء مشتہرہ اخبار نور افشاں ۲ جون سنہ ۱۸۹۳ء میں بجواب ڈاکٹر کلارک صاحب میڈیکل مشنری کے اس سوال کے کہ اراکین اسلام آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ (چنانچہ فتویٰ تکفیر مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ سے ثابت ہوتا ہے) پھر آپ اہل اسلام کی طرف سے مباحثہ کے لئے کیونکر منتخب ہو سکتے ہیں"۔ لکھتے ہیں۔ "آپ کو اے ڈاکٹر صاحب معلوم نہیں

کہ مجھ کو لکھے یعنی فتویٰ تکفیر لکھے جانے کے بعد اکثر اُن مہر لگانیوالوں سے تائب بھی ہوگئے اور نہ صرف تائب بلکہ سخت ناراض ہوئے کہ کیوں شیخ بٹالوی نے ہم کو سخت دھوکا دیکر یہ مہر لگوائیں ۔۔۔۔۔۔ پس آپ نے اے ڈاکٹر صاحب یہ سخت غلطی کی کہ صرف بٹالوی صاحب کے فتویٰ کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا گیا گویا تمام علماء اس عاجز کے مخالف ہیں۔ کاش آپ نے کچھ بالجبر سوچ لیا ہوتا۔ کہ اب بٹالوی کے ساتھ کس قدر مستند علماء شامل ہیں جو اس عاجز کا نام کافر رکھتے ہیں"+

ان **فقرات** خط میں کادیانی صاحب نے یہ **دعویٰ** کیا ہے۔ کہ جن مستند علماء ہندوستان و پنجاب نے اس پر فتویٰ کفر لگایا تھا۔ ان میں سے اکثر یعنی زیادہ علماء نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا ہے۔ اور وہ کادیانی کو کافر کہنے سے تائب ہوگئے ہیں اور جو ان میں سے ابتک کادیانی کو کافر کہتے ہیں وہ توبہ کرنے والوں کی نسبت تھوڑے رہگئے ہیں۔ اور **یہ** ایسا دروغ بے فروغ ہے۔ جس کو **سفید جھوٹ** کہا جاتا ہے+

ناظرین کادیانی اور اس کے اتباع کے اشتہارات و تحریرات کی خوب چھان بین کرینگے اور ان کا ایک ایک صفحہ سطر سطر ٹٹولینگے۔ تو فتویٰ تکفیر سے **رجوع** کرنے والوں کے تعداد **دو** سے زیادہ نہ پائینگے۔ جن میں ایک **حافظ** نابینا عظیم بخش ساکن پٹیالہ ہے جس کا رجوع کادیانی کے رسالہ نشان آسمانی کے صفحہ ۴۲ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرا میاں **برہان الدین** جہلمی ہے۔ جسکا رجوع اسکے اشتہار مباحثہ مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء سے ثابت ہے۔ اب ان کے مقابلہ میں فتویٰ کفر کادیانی کے پر مہر لگانے والوں کی تعداد کو دیکھنا چاہیے۔ کہ کسقدر ہے۔ دو سے کم یا وہ سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ پھر انصاف سے کہنا چاہیے۔ کہ اس تعداد کے مقابلہ میں کادیانی کا ان دو شخصوں کے رجوع کو اکثر لوگوں کا رجوع و توبہ قرار دینا سفید جھوٹ نہیں ہے۔ تو پھر سفید جھوٹ کس کو کہتے ہیں

اسکے جواب میں اگر کادیانی صاحب **یہ کہیں** - کہ اس فتوی تکفیر پر مہر کرنیوالوں سے عالم مستند یہی دو صاحب تھے - باقی جسقدر لوگ ہیں وہ ان دو کے مقابلہ میں ہیچ گویا وہ عالم ہی نہیں ہیں - تو اس کا **جواب** یہ ہے - کہ اس فتوی پر مہر کرنیوالے اور کادیانی کو اشد کافر و مرتد سمجھنے والے وہ لوگ ہیں - جو ان دو شخصوں رجوع کرنیوالوں کے استاد ہیں - حافظ **عظیم** بخش کے اُستاد مولوی محمد اسحٰق صاحب مفتی شہر پٹیالہ مولوی حافظ **غلام مرتضی** خانصاحب مولوی **غلام محمد** صاحب مولوی **شیخ کرامت اللہ** صاحب وغیرہ صاحبان ہیں - اور میاں برہان الدین جہلمی کے استاد حضرت مشیخنا و شیخ الکل مفتی و استاد العرب والعجم حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی - وغیرہ ہیں اور اگر یہ حضرات اُستاد عالم مستند نہیں تو پھر ان کے وہ دونو شاگرد جنکو کادیانی علماء مستند سمجھتا ہے - کیونکر عالم مستند ہو گئے -

قطع نظر اس سے فتوی کو پڑھنے والے اور ان علماء ہندوستان و پنجاب کو جن کی اس فتوی پر مہریں اور دستخط ہیں جانیوالے اور عظیم پٹیالوی و برہان جہلمی کو پہچاننے والے خود اس امر کا فیصلہ کرینگے - کہ عالم مستند کون ہے - یہ دونو یا وہ جماعت - اس بات میں کادیانی کی کون مانتا ہے - اور نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سُنتا ہے - **شاید** یہاں کوئی شخص یہ **سوال** کرے - اور کہے کہ اس بیان سے یہ تو ثابت ہوا - اور مان لیا کہ کادیانی کا اکثر مہر کرنیوالوں سے رجوع دتو یہ کا دعویٰ تو سفید جھوٹ اور محض افترا ہے - مگر اس بیان سے ان دونو کا رجوع تو ثابت ہوتا ہے - پھر کیا ان دونو کا رجوع کرنا اس فتوی میں ضعف پیدا نہیں کرتا - اور ان دونو نے رجوع کیا - تو کیوں کیا؟

اسکا جواب یہ ہے - کہ ان دونوں میں سے پہلے شخص **حافظ عظیم** بخش کے **رجوع** کی وجہ تو اس کے اُس خط میں پائی جاتی ہے جس کو کادیانی نے اپنے نشان آسمانی کے صفحہ ۴۴ میں نقل کیا ہے - اِس خط میں اُس نے کادیانی کو مخاطب کر کے لکھا ہے "غریب نواز

پٹیالہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا۔ یہانتک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔ مینے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دور کرنے کے لئے یہہ لکھدیا۔ کہ میرا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے موافق ہے اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ اور معجزات انبیاء ولیلۃ القدر وغیرہ کو موجب کفر والحاد سمجھتا ہوں۔ وہی تحریر مولوی محمد حسین جہتمم اشاعۃ السنۃ نے لیکر اپنے کفرنامہ میں جو آپکے لئے تیار کیا تھا۔ درج کردی۔ مینے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ جو میری طرف سے فتوی پر عبارت لکھی گئی ہے۔ وہ کاٹ دینی چاہئے۔ مولوی صاحب نے اسکا کچھ جواب نہیں بھیجا۔ پیچھے سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے میرا نام کفرین کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کردیا ہے"۔

اس بیان میں حافظ عظیم بخش کا صاف اظہار ہے۔ کہ اس نے فتوی پر وہ عبارت تو لکھوائی تھی مگر از راہ تقیہ یعنے لوگوں سے ڈر کر اور مسجدوں سے نکالے جانے کے سبب لکھوائی تھی اور در حقیقت وہ کادیانی کے عقائد کفریہ کا (جس کو فتوی میں کفر قرار دے چکا ہے) معتقد تھا۔ ان کفریات کا وہ اب معتقد نہیں ہوا۔ بلکہ پہلے ہی سے کافر تھا۔ اور دل سے اس کفر پر قائم رہا ہے۔ اب ناظرین خیال فرما سکتے۔ کہ ایسے منافق کی نہ تو تائید و تصدیق سے فتوی کو قوت پہنچ سکتی ہے۔ نہ اس کے رجوع سے نقصان پہنچنے کا احتمال و امکان ہے۔

وہ فتوی خاکسار نے اپنے بعض احباب اہل پٹیالہ کے پاس دستخطوں اور مواہیر علماء کے لئے بھیجدیا تھا۔ انہوں نے جس جس شخص سے اپنے خیال میں اس پر دستخط و تصدیق کرانا مناسب سمجھا۔ اس سے دستخط و تصدیق کرا کے میرے پاس بھیجدیا۔ اور ویسا ہی وہ چھپ گیا۔ اور اگر خاکسار خود پٹیالہ میں ہوتا۔ اور حافظ کا یہ حال کہ اس نے تقیہ سے اور ڈر کر فتوی کی تصدیق میں کچھ لکھوانا چاہا ہے معلوم کرتا تو اس فتوی پر اس سے کچھ نہ لکھواتا اور اگر لکھے جانے کے بعد اور چھپنے سے پہلے اس کا علم ہوتا تو اس کا نام فتوی سے کاٹ دیتا

حافظ نے جو لکھا ہے۔ کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا تھا۔ کہ جو میری طرف سے فتوی تکفیر پر عبارت لکھی گئی ہے۔ وہ کاٹ دینی چاہئے۔ یہ محض کذب اور سنت قادیانی اور اسکی مریدی کا اثر ہے۔ والعمد باالله ثم تاالعمد حافظ کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا پہنچتا تو میں اسکا نام حرف غلط کی طرح فوراً کاٹ دیتا۔ دوسرے صاحب میاں برہان الدین جہلمی کے رجوع کی وجہ بھی ان ہی کی زبان سے بیان ہو چکی ہے۔ جب آپ اخیر دسمبر ۱۸۹۳ء میں قادیانی کے منذر الہام بحق خاکسار کی سفارت میں بشمولیت ڈپوٹیشن بٹالہ میں آئے۔ تو پہلے رات کے وقت آپ اکیلے خاکسار کے مکان پر پہنچے اور ایک گھنٹہ کے قریب ٹھہرے۔ اور دودھ روٹی تناول فرما کر باعث ممنونیت خاکسار ہوئے۔ اسوقت خاکسار نے اس رجوع کا سبب ان سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ میں مخبوط الحواس ہوں۔ میری رجوع سے آپ کا نقصان ہے۔ ہر چند میں نے علمی باتوں۔ اور مسائل کا سلسلہ ہلایا۔ اور آپ سے ان کا جواب بہت اصرار کے ساتھ طلب کیا۔ مگر آپ نے بجز اظہار اسی مخبوط الحواسی اور کمزوری دماغی کے کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ اس رجوع کی اور کوئی وجہ بیان کی۔ اس وجہ پر ہمارا ابھی صاد ہے۔ اور اس پر ہماری طرف سے ایک وجہ یہ بھی ستہزاد ہے کہ آپ علاوہ مخبوط الحواس و ماؤف الدماغ ہونے کے ان علوم و فنون سے جو قرآن و حدیث کے خادم ہیں۔ (جیسے علم معانی و بیان/ اصول/ عقائد وغیرہ نابلد و محض بے خبر ہیں اور صرف قرآن اور بعض کتب حدیث کا ترجمہ اُستاد سے پڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس وجہ سے آپ علم میں ادھورے اور نیم ملاں ہیں۔ اور یہ مسئلہ بطور مثل مشہور ہے۔ "نیم ملاں خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان"۔ اور اس طرفہ پر طرہ مصداق مثل کریلا۔ اور نیم چڑھا۔ ان کی یہ حالت بھی ہے کہ اس نیم ملاپن کے ساتھ آپ تقلید* یا پیروی اہل سنت و جماعت و سلف صالحین صحابہ

* یہ لفظ اسلئے بولا گیا ہے کہ تقلید کے لفظ سے بعض مدعیان ترک تقلید ناخوش ہوتے ہیں وہ بجائے تقلید اتباع یا پیروی کا لفظ پسند کرتے ہیں +

قرآن و حدیث کے معنے از خود گھڑ لینے کے عادی ہوئے ہیں۔ اور یہ امر (ترک تقلید یا پیروی سلف صالحین) جیسا دینداروں کے لئے گمراہ ہو جانے کا موجب ہے ایسا اور کوئی سبب ضلالت نہیں ہے۔ اسی سبب سے کادیانی کے دام میں وہ لوگ پھنس گئے ہیں۔ جو کم علم و بے علم ہو کر اہل سنت و جماعت کی تقلید یا پیروی سے آزاد ہو کر مجتہد کہلاتے تھے۔ اس امر کو ہم پہلے ہی بصفحہ ۲۵ نمبر ۲ جلد ۱ بتا چکے اور اس کی تشریح و توضیح مسئلہ ترک تقلید میں غلط فہمی کے مضمون میں عنقریب کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اِس پر شاید یہ سوال ہو کہ اگر برہان الدین جہلمی ایسا ہے نیم ملا تھا۔ تو پھر تم نے اس فتویٰ پر اس کی مہر کیوں کرائی۔ تو اسکا جواب ہم تمہید فتویٰ میں بصفحہ ۳۰۲ نمبر ۴ جلد ۱۳ بایں الفاظ دے چکے ہیں جو ذیل میں منقول ہیں" +

"امر سوم اس فتویٰ پر بعض ایسے اشخاص کے دستخط و شہادات بھی ہیں جن کو ہم عالم و لائق افتا نہیں سمجھتے۔ ان کے دستخط صرف ان لوگوں کی فہمائش و طمانیت کے لئے کرائے گئے ہیں۔ جو اُن کے پیرو ہیں۔ اور ان کے اتفاق سے انکی ہدایت منصور ہے"۔

میاں برہان الدین جہلمی بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے۔ جہلم اور اسکے اطراف کے جہلا اس وجہ سے کہ وہ اُن کو قرآن اور بعض کتب حدیث کا ترجمہ سنایا کرتا تھا۔ عالم سمجھتے تھے۔ انکی فہمائش کے لئے اس سے فتویٰ پر اس کا دستخط کرایا گیا تھا۔ اِس پر شاید یہ سوال کہ اب اُنکے رجوع کا ان پیروان برہان الدین پر تو اثر پڑیگا۔ اور ان کی نظروں میں تو فتویٰ کمزور ہو جائیگا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ حافظ کا تو کوئی پیرو ہی نہیں۔ وہ تو ایک نوجوان لڑکا ہے۔ جو ہنوز دوسروں کا پیرو ہے۔ رہے میاں برہان جن کے بعض عوام پیرو تھے سوا ازانجملہ جو متبع سنت مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند تھے۔ وہ اِس کے رجوع کے وقت سے اس کو گمراہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور اب وہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

اس کے سلام کا جواب نہیں دیتے جہاں وہ اپنے سابق اتباع میں جاتا ہے۔ ذلت اٹھاتا ہے۔ اس مقام میں بطور تمثیل ایک جگہہ کے بیان اتباع برہان کی تفصیل کیجاتی ہے +

موضع ہنجانوالی ضلع گوجرانوالہ میں آپ ہر سال جایا کرتے۔ وہاں کے مسلمان خصوصاً چودھری امام الدین صاحب نمبر دار آپ کی خدمت و تواضع کیا کرتے۔ فتویٰ سے رجوع کرنیکے بعد آپ ہنجانوالی میں پہنچے۔ اور چودھری صاحب کو سلام علیکم کہا۔ تو چودھری صاحب نے جواب نہ دیا۔ اور یہ کہا کہ بس اور کچھ نہ بولنا۔ اور زبان کو سنبھال کر رکھنا (یعنی مزاج پرسی بطور اخوت اسلامی یا کچھ وعظ و نصیحت نہ کرنا) نماز کا وقت آیا۔ تو چودھری صاحب نے میاں برہان صاحب کو پیچھے رکھا۔ اور خود امام بن گئے۔ میاں برہان نے اُن کا اقتدا کیا تو وہ بھی اجازت لیکر۔ اور یہ کہکر کہ اگر میرا مقتدی بن جانا مفسد جماعت نہ ہو تو میں مقتدی بن جاؤں۔ نہیں تو نہیں۔ رات کو کھانے کا وقت آیا۔ تو چودھری صاحب نے خود کھانے کو بھی نہ پوچھا۔ ان کا کوئی متعلق کھانا لیکر آیا جس پر میاں برہان نے اس سے پوچھا۔ اور یہ کہا کہ اگر یہ کھانا چودھری صاحب نے بھجوایا ہے تو میں کھاؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ اُس شخص نے جواب دیا۔ کہ چودھری صاحب نے تو یہ کھانا نہیں بھجوایا۔ تو آپ نے کھانا نہ کھایا۔ اور رات کا روزہ رکھا۔ اور برطبق مصرع خرجت مع البازی علی سواد تڑکے ہی وہاں سے بلا ملاقات کوچ کیا۔ ایسی ہی خدمت مداراۃ آپ کی اور جگہوں اہل سنت و جماعت کی طرف سے ہوتی ہے +

اور جو از انجملہ پیروان میاں بُرہان پہلے ہی سے گمراہ تھے۔ اور وہ آپ کے سابق پیروی سے آزادی کے خواہاں تھے اور اس حالت میں بھی وہ کبھی نیچری ہو جاتے کبھی لامذہب کہلاتے۔ اور وہی لوگ اب عیسائی مرزائی ہو گئے ہیں۔ سو اگرچہ اس رجوع کے بعد آپ کے اوبھگت کرتے ہیں ولیکن وہ محل تعجب و سوال نہیں ہیں۔ وہ پہلے کب داخل اسلام تھے۔ کہ اب ان کا اسلام سے خروج لازم آیا ہو۔ اور ان کے

خروج سے اسلام میں نقصان ہو +

ہماری ان باتوں اور جوابوں کو کادیانی کے اتباع مانیں خواہ نہ مانیں انکو یہ تو ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ کادیانی نے اِس خط مندرجہ نور افشاں ۲ - جون ۱۸۹۳ء میں جو لکھا ہے۔ کہ فتوی پر مہر کرنیوالوں سے اکثر علماء نے رجوع کرلیا ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ اکثر مہر کرنے والے اس فتوی پر قائم و مستحکم و ثابت قدم ہیں اور رجوع کرنے والے بھی دو شخص عظیم و برہان ہیں۔ جو اقل قلیل ہیں۔ نہ اکثر +

کادیانی اس دروغ گوئی کی دُم

(مگر اصل سے بڑھی ہوئی)

کادیانی نے اس دروغ گوئی میں جرأت کی تو اسکے خلیفوں اور مریدوں نے اس کو اور بھی وسعت دی اور بیت مشہور کی تصدیق کر دکھائی۔ بہ نیم بیضۂ کہ سلطان ظلم روا دارد۔ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ۔ وہ جا بجا کہتے پھرتے ہیں۔ کہ اِس فتوی پر مہر کرنے والوں فلاں فلاں مولوی صاحب نے رجوع کرلیا ہے۔ بلکہ فلاں فلاں مولوی صاحب نے مہر کی بھی نہ تھی۔ ابوسعید محمد حسین نے ان کی مہر از خود لگادی ہے۔ اور اس کے فلاں فلاں دوست اِس فتوی کے سبب اس کے دشمن ہوگئے ہیں۔ اور اب لوگ ان کا رسالہ خرید نہیں کرتے۔ وعلیٰ ہذا القیاس +

ان اراجیف* کو شائع کرنے والے اس کے بڑے بڑے برگزیدہ خلیفہ و حواری ہیں۔ اور اِس سے وہ اپنی رہی سہی پیروان اور نادان مذبذبوں کو اپنے جھوٹے مذہب پر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ فتوی کا اثر ایسا وسیع ہوگیا ہے۔ کہ بہت سے مخلص اتباع کادیانی نے اِس فتوی کو دیکھ کر کادیانی کو چھوڑ دیا۔ اور کافر سمجھ لیا ہے

* اراجیف خوفناک جھوٹی خبریں جو سننے والوں کو ڈرادیں +

تو اُن کو بہ تقلید اس دروغ گوئی کادیانی یہ سوجھا - کہ اس فتوی کے اثر کو ان اراجیف سے کم کریں - اور باقی ماندہ دام افتادوں اور ناواقف نئے پھنسنے والوں کو یوں پھنسائی رکھیں +

ازانجملہ ایک خلیفہ کادیانی کی اس کاروائی کا ذکر اس مقام میں کیا جاتا باقی خلفا کا ذکر پھر سہی وہ خلیفہ میر حامد صاحب سیالکوٹی ہیں - جن کی تعریف میں کادیانی نے اپنے ازالہ صفحہ ۳۷ میں کہا ہے "جسقدر خدا تعالی نے شعر و سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ قول فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی - میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق و اخلاص و محبت ظاہر ہیں - ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتے ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا" اور اُنہوں نے کادیانی کی تائید میں نظم قول فصیح - قول فیصل - جنگ مقدس کا فوٹو الجواب وغیرہ رسائل لکھے ہیں - اور اپنی تحریر و تقریر نظم و نثر میں کوئی دقیقہ نصرت ناجائز مذہب کادیانی کا باقی نہیں چھوڑا - اور وہ ہو کہ وہی افترا پردازی میں کادیانی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے - ان کارناموں کی نظر سے وہ جھوٹے مسیح کادیانی کے فرضی حواری پولوس کہلانیکے مستحق ہیں - آپ نے حافظ یعقوب خان صاحب مدہوش ساکن ڈیرہ دون (جنکا ذکر صفحہ ۲۷۲ میں ہوچکا ہے) کے نام ایک خط لکھا ہے جسکا وہ حصہ جو خاکسار کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے -

نقل خط میر حامد شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی معظمی اخویم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ... آپ کا کارڈ ملا - حضرت مخالفین کا آپ کیا پوچھتے ہو - ذلت

بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے۔ سب احباب اور دوست جن پر اس کو ناز تھا چھوڑتے جاتے ہیں۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کو نکلے بہت دن ہوئے اب تو اسے کوئی خریدتا بھی نہیں کیونکہ بہت سے خریداروں نے جواب دیدیا۔ تازہ واقعہ لودہیانہ کا سنئے۔ مولوی محمد حسن صاحب لودہیانوی کو جو رؤسائے شہر میں سے ایک نامی آدمی ہیں آپ بخوبی جانتے ہونگے ان کے پاس بہت سے مولوی لودہیانہ کے جمع ہوگئے (یہ ان دنوں کی بات ہے جب مباہلہ کا اشتہار حضرت مقدس مسیح موعود نے دیا تھا) اور کہا کہ اب یہ مباہلہ کا اشتہار آیا ہے کیا صلاح ہے مولوی محمد حسن صاحب نے کہا کہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں صلاح کیسی جو مکفرین مرزا صاحب ہیں ان کو انہوں نے بلایا ہے وہ جائیں میں تو مکفر نہیں ہوں اسلئے یہ خطاب مجھے نہیں ہے سب مولوی صاحبان نے یک زبان ہوکر کہا کہ کافر تو ہم بھی نہیں کہتے۔ ان میں سے سعد اللہ نومسلم نے جو شرک کا مادہ ابھی تک اپنے اندر رکھتا ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب کو کہا کہ آپ کی طرف سے فتوی کفر میں آپ کا نام موجود ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں مکفرین میں نہیں ہوں۔ مولوی محمد حسن صاحب نے کہا۔ کہ محمد حسین بٹالوی نے میرا نام بطور خود لکھ دیا ہے۔ حالانکہ میں نے اسکو بذریعہ خط لکھ بھی دیا تھا کہ میرا نام ہرگز نہ لکھنا میں کافر نہیں کہتا۔ اس واقعہ کی اطلاع سعد اللہ نے یا کسی اور نے محمد حسین کو لکھی۔ کہ اب تو لودہیانہ کے لوگ بھی مرزا صاحب کی طرف توجہ کرتے جاتے ہیں اور مولوی محمد حسن صاحب کا واقعہ بھی لکھا اس خط کے پہنچنے پر محمد حسین نے بٹالہ سے ایک خط بدریافت اس امر کے مولوی محمد حسن صاحب کو بھیجا۔ اس خط کا جواب مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودیانہ نے کچھ نہ دیا۔ اب تھوڑے دن ہوئے کہ مولوی محمد حسین خود وہاں پہنچا۔ مگر بدستور سابق نہ تو کسی نے پیشوائی کی اور نہ اترنے کے لئے مولوی محمد حسن صاحب نے کوئی سامان کیا۔ بیچارہ خود سٹیشن سے اتر کر کس مپرسوں کی طرح وارد شہر ہوا۔ ایسی بیرخی اور عدم توجہی دیکھکر اس نے مولوی محمد حسن صاحب سے ملنے کی جرأت نہ کی اگرچہ لوگوں نے بہترا کہا کہ گھر پر آنکے

پاس چلو مگر اس نے یہی کہا کہ میں مسجد میں اُن سے مل لونگا۔ چنانچہ مسجد میں بعد فراغت نماز عام مجمع میں جو باہم گفتگو ہوئی وہ یہ ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی محمد حسن صاحب لودھیانوی سے۔ آپ نے میرے خط کا جواب کیوں نہ دیا۔ مولوی محمد حسن صاحب۔ میں نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا +

بٹالوی۔ کیوں آپنے کفر مرزا صاحب سے انکار کیا ہے۔ جواب میں نے پہلے ہی بذریعہ خط جو تمہارے نام لکھا تھا انکار کر دیا۔ آخر میں بہت سی گفتگو کے بعد مولوی محمد حسن صاحب نے کہا سنو مولوی صاحب مجھ کو بہت سے مسائل میں مرزا صاحب کے ساتھ اتفاق ہو گیا ہے صرف چند ایک مسائل رہ گئے ہیں جنکو میں نہیں سمجھا۔ مگر تم یہ تو کہو کہ ہمیشہ سے ہم یہ سُنتے آئے تھے کہ دہلی کی جامع مسجد میں جمع ہو کر اور سب کچھ داہی تباہی گفتگو کرنے کی بابت عام گنڈوں تک بھی اجازت تھی مگر یہ بات عام مشہور ہے کہ لام کاف یعنی لعنت اور کافر کہنے کی گنڈوں تک کو ممانعت تھی۔ اب افسوس ہے کہ بڑے بڑے مولوی آپ جیسے اس لعنت بازی اور کفر بازی پر تل گئے حیف ہے یہ تو فرمایئے کیا مرزا صاحب آیت یا حدیث پیش نہیں کرتے۔ کوئی بات بھی مرزا صاحب ایسی کرتے ہیں کہ اسکی سند میں کوئی آیت یا حدیث یا قول سلف نہ لادیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اِن کے دلائل کو رد کر دیا جائے اگر وہی معنے سیچے ہوں جو وہ کرتے ہیں۔ تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا۔ میں تو اب اس ضد سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی ایسا خاموش ہوا کہ سارے مجمع کے سامنے اس سے کچھ بن نہ پڑا۔ اور کہا تو اتنا کہا کہ میں اشاعۃ السنۃ میں چھاپ دونگا کہ مسلمانوں کے تین فرقے یعنی بدعتی۔ اہل سنت جماعت اور غیر مقلد مشہور تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے کہا کہ جاؤ تمہارا اختیار ہے جو چاہو بکتے پھرو۔ اس گفتگو کے بعد پھر مولوی محمد حسین لودھیانہ میں نہیں ٹھہرا اور سب لوگوں کیطرف سے بے توجہی کے آثار دیکھکر بوریا بدھنا سمبھال کر واپس ہوا × × عبد الحق غزنوی بھی اب متروک ہو گیا ہے × × خاکسار حامد سیالکوٹی یکم جنوری ۱۸۹۹ء

اِس خط کا از سرتاپا دروغ ہونا

اِس خط میں میر حامد صاحب سیالکوٹی نے از سرتاپا کذب سے کام لیا ہے۔ اور چونکہ میر صاحب کادیانی کے ایسے بااخلاص اور پرجوش خلیفہ ہیں کہ انکے اخلاص اور جوش محبت کا اندازہ کادیانی صاحب بھی نہیں کر سکتے اور یہ قاعدہ مسلمہ کل ہے۔ کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ لہذا اس خط کے سراپا کذب ہونے سے یہ ثابت ہوگا کہ کادیانی صاحب بھی ایسے ہی کذاب ہیں اور یہ کذب خلیفہ صاحب کا اُسی کذب کادیانی کا اثر ہے جو اِنکے خط مشتہرہ اخبار نورافشاں ۲ جون ۱۸۹۳ء میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ اسی درخت کا پھل ہے +

اِس خط کے از سرتاپا دروغ ہونے کا ثبوت

خلیفہ صاحب سیالکوٹی نے جو یہ فرمایا ہے کہ بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے۔ اس سے اگر کوئی ایسی دینی حالت (جسکا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا) مراد ہے تو میں اس کے مقابلہ میں کوئی اپنی حالت ایمانی یا علمی ظاہر نہیں کر سکتا اور اِس حکم قرآنی کو "فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم من اتقی"۔ مانع پاتا ہوں ہاں اسقدر کہنے کی قرآن کی اِس ایۃ واما بنعمۃ ربک فحدث میں اجازت پاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اِس قطرہ آب و مشت خاک پر اس سال وہ انعام و اکرام کئے ہیں کہ اگر مجھے روئے زمین کی سلطنت اور تمام دُنیا کی دولت حاصل ہو جاتی تو اس سے مجھے اسقدر فرحت و مسرت حاصل نہ ہوتی جسقدر ان انعامات الٰہی سے ہوئی ہے +

از انجملہ ایک انعام و دولت لازوال حفظ قرآن مجید و فرقان حمید ہے۔ کہ میری اس پنجاہ و سہ سالہ عمر میں اور میری اس کثرت اشغال و قلت فرصت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے من غیر حول منی و لا قوۃ اس عاجز ناتوان کو عطا فرمائی (اخبار رسالہ میں

عاجز حفظ کرچکا ہے ماور ۱۲ سیپارہ کے حفظ کی عنقریب خدا کے فضل سے امید رکھتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر یہ نعمت کہ اس تاریکی کے زمانہ میں ہے جس میں دینی علوم اور علماء کو نظر اہانت سے دیکھا جاتا ہے اور اس انگریزی خوانی کی آندھی کے طوفان میں جسنے اکثر تعلیم یافتہ مدعیان اسلام کی آنکھ میں حُب دنیا کی خس وخاشاک بھر کر قرآن کی عظمت سے ان کو اندھا کر دیا ہے اور حفظ قرآن بلکہ ناظرہ خوانی کو بچوں کے کودن ہو جانے کا موجب کہتے ہوئے میںنے اپنے کانوں سے سُنے ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ اپنے لائق تعلیم بچوں کو حفظ قرآن میں لگا دیا ہے۔ میرا چوتھا فرزند ارجمند حافظ عبدالشکور اپنے ہفت سالہ میں عرصہ تقریباً پانچ ماہ میں سولہ تین سیپارہ قرآن حفظ کرچکا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ سے امید قوی ہے کہ وہ دو سال کے بعد قرآن شریف تراویح رمضان میں سنائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور میں عزم بالجزم کرچکا ہوں کہ اپنے اور فرزندوں احمد حسین (جو قرآن شریف ناظرہ پڑھتا ہے) عبدالنور۔ محمد اسحٰق (جو ہنوز شیر خوار ہیں) کو بھی جسکو قوی الحافظہ پاؤنگا قرآن شریف حفظ کرانے کی کوشش کرونگا۔ اور یہ سلسلہ حفظ قرآن میری نسل میں انشاء اللہ تعالیٰ وتقدس قائم رہیگا اور اسکے ساتھ سلسلہ علم قرآن وحدیث وغیرہ علوم بھی جاری ہے۔ چنانچہ میرا دوسرا لڑکا عبدالرشید نام مدرسہ عربی کا پٹودہ میں عربی کی کتابیں پڑھ رہا ہے اور اس سلسلہ تعلیم دین کے ساتھ تعلیم علوم دنیاوی کا بھی سلسلہ جاری ہے۔ حافظ عبدالشکور سلمہ اردو کی ایک کتاب ختم کرکے دوسری اور فارسی کی پہلی پڑھتا ہے اور تقسیم تک حساب بھی نکالتا ہے۔ اختتام حفظ قرآن کے بعد وہ اس سلسلہ کی تکمیل کریگا انشاء اللہ تعالیٰ +

میں اپنی اور اپنی اولاد کی اس حالت تعلیم علی الخصوص حفظ قرآن کو دولت عظمیٰ ونعمت کبریٰ سمجھتا ہوں اور ان نعماء کی نظر سے بارہا چشم پر آب سے یہ اشعار پڑھا کرتا ہوں۔ اور جناب باری کا شکریہ بجالاتا ہوں ؛ ؎ اگر ہر موئے من گردد زبانے + ز تو رانم بہر یک داستانے + نیارم گوہر شکر تو سُفتن + سر موئے ز احسان تو گفتن + اس حالت کے بیان سے

غرض میرا مقصود علاوہ تکذیب خلیفہ کادیانی۔ اور تحدیث نعمت رحمانی کے ایک یہ بھی ہے کہ کادیانی کے دام افتادہ سادہ لوح جو خلیفہ صاحب کے اس جھوٹ کو سچ سمجھکر اس سے اس کی حقانیت کرامت کا اعتقاد جما بیٹھے ہیں اگر سیاہ دہرم ہیں تو وہ شرمندہ ہوں اور اگر منصف مزاج ہیں اور دہوکہ میں آ گئے ہیں جیسے ڈیرہ دون کے بعض لوگ تو وہ اس دہوکہ سے نجات پائیں۔

دوسری غرض یہ ہے کہ جو لوگ انگریزی کے ذہن میں حفظ قرآن کو بچوں کے کودن ہو جانے کا موجب سمجھتے ہیں وہ اپنی غلطی خیال پر آگاہ ہوں اور حافظ عبداللہ کوری کی موجودہ حالت اور متوقع حالت کو سنکر اس سے عبرت پکڑیں اور سنت قدیمہ حفظ قرآن کی پیروی کریں۔ تیسری غرض یہ کہ میرے مخلص احباب دایما اپنی اوقات مخصوصہ میں میرے لئے اور میری اولاد کے لئے تمام حفظ قرآن اور اس عزم میں کامیاب ہونے کی دعا کرتے ہیں یہ غرض اعلی اور مقصود اقصی ہے۔ اور اگر اس حالت سے کوئی دنیاوی حالت خلیفہ صاحب کی مراد ہے تو میں انصاف اور بر ملا کہتا ہوں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ دنیاوی حالت غالبا مال اولاد عزت اور صحت سے دیکھی جاتی ہے۔ اور میں محض خدا کے فضل و کرم سے من غیر حول منی ولا قوۃ" اپنے ان حالات میں اس سال یا اس سے پہلے کئی سالوں سے کمی نہیں پاتا بلکہ ترقی پاتا ہوں اور اس پر خدا تعالی کا شکر بجا لاتا ہوں۔ پس اگر اس دنیاوی حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد آمدنی زر ہے تو خدا کے فضل و کرم سے میری سالانہ آمدنی اس سال کی بھی کادیانی کی جائز آمدنی سے جس کی تعداد میں رسالہ جلد کے صفحہ میں بتا چکا ہوں کئی حصہ بڑھکر ہے۔ ہاں کادیانی کی ناجائز آمدنی جسکو وہ جھوٹے دعوی مسیحائی کے ذریعہ سے کما رہا ہے۔ مجھ سے زاید ہے۔ مگر ناجائز آمدنی بہت سے جبرے پیشہ والوں کی کادیانی سے بڑھکر ہے اگر اس پر خلیفہ صاحب فخر کرتے ہیں اور اسکو مقابلہ میں میری آمدنی کو کم کہتے ہیں تو وہ لائق فخر نہیں بلکہ محل شرم ہے +

اور اگر اس سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت کثرت اولاد ہے تو میری اس حالت میں بھی

خدا کے فضل و کرم سے کادیانی کی نسبت کمی نہیں اس سال بھی خدا تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا کیا ہے جیسا کہ سال گذشتہ میں اور اس سے پہلے کئی سالوں سے یہ سلسلہ انعام جاری ہے اور اس وقت خدا کے فضل و کرم سے میں ابو العشر ہوں کادیانی صاحب اپنی منسوخ اولاد کو (جن کو عاق کر چکے ہیں) ملا کر بھی بمشکل میرے نصف کو پہنچینگے اور اگر اِس حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد اعیان قوم و اخوان اہل اسلام میں **عزت** مراد ہے تو اس میں بھی خدا کے فضل و کرم سے "من غیر حولٍ منی ولا **قوة**" کمی نہیں پاتا بلکہ ترقی پاتا ہوں پہلے تو میری خداداد عزت خاص کر اس فرقہ اہل اسلام میں تھی جسکا میں خادم و وکیل ہوں اعنی فرقہ اہل حدیث۔ اور جب سے کادیانی کا ردّ و مقابلہ شروع کیا ہے تب سے وہ خداداد عزت اہل اسلام کے اور فرقوں حنفیہ وغیرہ میں بھی ہوگئی ہے۔ وہ سب کے سب اس خدمت اسلام کے سبب میری توقیر کرتے ہیں۔ اِس پر خلیفہ صاحب یا اُنکے اس جھوٹ کے دہوکہ میں آجانیوالوں کو کچھ شک ہو تو ایک محضر نامہ خاکسار تیار کرتا ہے جس پر ہزارہا اہل اسلام مختلف فرقوں کے شہادات ثبت ہونگے کہ ابو سعید محمد حسین ہمارے دین اسلام کا خادم ہے اور اس وجہ سے وہ ہماری نظروں میں ایسا عزیز ہے اس کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب یا اور معتقدین کادیانی ایک ایسا محضر نامہ تیار کراویں جس پر اُن کو اچھا جاننے والے اور اُن کی عزت کرنے والوں کی شہادتیں ثبت ہوں۔ پھر دونو جانب کی شہادتوں میں موازنہ کریں۔ اور دیکھیں کہ قوم کی نظروں میں کون عزت رکھتا ہے یہ نہ ہو سکے تو لاہور یا کسی اور صدر مقام میں ایک جلسہ عام کریں اور اسمیں فریقین اپنے اپنے اعزاز اور قدر کرنے والوں کو بلاویں پھر دیکھیں کثرت کس طرف نکلتی ہے۔

اور اگر کادیانی صاحب یا اُن کے خلیفہ صاحب سیالکوٹی اخوان اہل اسلام کے عزت کو عزت اور انکی شہادت کو اس عزت کی ثبت نہیں سمجھتے تو گورنمنٹ اور اُس کے اعلیٰ عہدہ داروں کی شہادت سے فیصلہ کرلیں

یہ خاکسار وذرہ بمقدار اس خداداد عزت کی شہادت میں ویسراؤں لفٹنٹ گورنروں اور کمانڈران چیف وغیرہ اعلیٰ عہدہ داران گورنمنٹ کی چٹھیات پیش کریگا - کادیانی صاحب کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہی کی ایک چٹھی پیش کریں جس سے اسکا ذاتی اعزاز ثابت ہو - اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ کے نام کی کوئی چٹھی پیش کرینگے تو وہ اس ثبوت کے لئے کافی متصور نہ ہوگی اور اس کے مقابلہ میں ادہر سے بھی کوئی چٹھی ویسی ہی پیش کی جاویگی جس سے حکام وقت کا ہمارے والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ کے عزت کرنا اور ان کو درباروں میں بلانا ثابت ہو +

اور اگر اس حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت صحت و توانائی ہے تو اس میں بھی خاکسار کمی نہیں پاتا بلکہ خدا کے محض فضل و کرم سے کادیانی کی نسبت ترقی پاتا ہے +

اس عاجز کی صحت عموماً اچھی رہتی ہے - امراض شدیدہ میں خاکسار کم مبتلا ہوتا ہے - ۱۸۸۴ء میں بمقام لودہیانہ بخار شدید میں مبتلا ہوا تھا پھر ۱۸۹۱ء میں بمقام لاہور ہاں خفیف امراض زکام نزلہ وغیرہ کبھی کبھی عارض ہوتے ہیں جن میں خاکسار اپنے کاروبار خصوصاً ردّ کادیانی سے بیکار نہیں ہوتا - اور اس کے مقابلہ میں حضرت کادیانی صاحب ہمیشہ ایسے امراض شدیدہ میں مبتلا رہتے ہیں جو اُن کو بیکار کر دیتے ہیں اور موت کی صورت دکھا دیتے ہیں - اور ایک مرض اختناق الرحم* تو اُن کو لازم ہو گیا ہے - اس دائم المرض ہونے کی نظر سے رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۲ میں آپ کے حق میں یہ اشعار لکھے گئے تھے +

آنکس کہ خود ز ضعف و مرض لاغری کند + ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند + خوش گفت مبتلا ئے کہن سال روزگار او خویشتن گم است کرا رہبری کند + جو طبیب اپنا تہا وہ خود ہی مرض سے زار ہے + مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

* ناظرین تعجب کرینگے کہ کادیانی صاحب مرد - اُن کو یہ رحمی مرض کیسا حضرات ! اس کی وجہ آپ ان ہی سے پوچھئے - اس مرض کا حال آپنے خود مجھے بتایا تھا اور پھر اس پر تبسم فرمایا شاید بطور کرامت و خرق عادت آپ کے اندر رحم بھی ہو اور بشیر موعود اسی سے متولد ہو +

توانائی کا مقابلہ کرنا ہو تو خلیفہ صاحب کادیانی کا خاکسار سے مقابلہ کرالیں دو تو دو قوتوں جسمانی اور روحانی کے مدعی ہیں۔ خاکسار اپنی ایک خداداد قوت جسمانی سے ان سے وہ معاملہ کریگا۔ جو آنحضرتؐ صلعم نے رکانہ سے کیا تھا۔ جس کا اجمال ونعیم الریاض شرح شفاء عیاض میں ہے اور تفصیل اخبار نور علی نور کے نمبر ۲۴ جلد ا کے صفحہ ۲ میں ہے۔

ان صفات وحالات اربعہ کے سوا کسی اور حالت میں خلیفہ صاحب کو خاکسار کی کمی کا دعوی ہے تو اسکو پیش کر کے اسکا ثبوت دیں۔ اور اگر اس مضمون کو پڑھکر وہ اس کے جواب میں کچھ نہ کہیں تو ناظرین خصوصاً دیرہ دون کے ساکنین متردین یقین جان لیں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ جس سے وہ اپنے دام افتادہ سادہ لوحوں کو اپنے مذہب باطل پر جمائے رکھنا چاہتے ہیں +

اسی غرض خلیفہ کادیانی کے باطل وبیکار کرنے کے لئے یہ حالات بیان ہوئے ہیں ورنہ خدا گواہ ہے وکفی باللہ شہید ا خاکسار کو اپنی کسی حالت پر فخر نہیں۔ اور نہ یہ فخر میری تمام عمر کی عادت ہے +

کادیانی اور اس کے خلیفوں نے اس قسم کے اراجیف (جھوٹی خبروں) کو شائع کر کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور اس کا اثر بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تب خاکسار نے مجبور ہو کر اس تفصیل حالات کی طرف رجوع کیا +

اس فقرہ کے بعد جو خلیفہ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا ہے کہ سب احباب اور دوست جن پر اسکو ناز تھا چھوڑتے جاتے ہیں۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ میرے ایک پرانی دوست نے بھی مجھے نہیں چھوڑا۔ اور بہت سے نئے دوست پیدا ہو گئے ہیں خلیفہ صاحب کو انسانی بزم یا ایمانی عیرت ہو تو کم سے کم ایک ایسا شخص بتادیں جو وہ میرا دوست ہو اور اس نے مجھے زمانہ مخالفت کادیانی سے اسوقت تک چھوڑا ہو۔ اگر وہ لاہور کے کسی شخص کا نام پیش کریں تو اس میں دو شرطوں کا لحاظ کر لیں ایک یہ کہ وہ شخص عیسائی مرزائی نہ ہو اور اگر وہ کسی عیسائی مرزائی کو پیش کریں گے تو میں

یہ ثابت کرونگا کہ اُسنے مجھے نہیں چھوڑا بلکہ مینے اسکو چھوڑا ہے۔ میں بحکم فتویٰ علماء پنجاب و ہندوستان اسکو ابتدأ اسلام نہیں کرتا اور اگر وہ مجھے سلام کرتا ہے تو میں اُس کا جواب جو مسلمان کا حق ہے نہیں دیتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اُس کا مجھے چھوڑنا زمانہ مخالفت کادیانی سے ہو۔ اور اگر وہ کسی ایسے شخص کو پیش کرینگے جسکو میں نے خود زمانہ مخالفت کادیانی سے کئی سال پہلے اس کے شتر بے مہار ہو جانے اور جاہل ہوکر مجتہد بن جانے کے سبب چھوڑ رکھا ہو تو اس سے انکو ندامت اُٹھانی پڑیگی +

اور جو اس کے بعد خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کو نکلے بہت دن ہوئے یہ مغالطہ آمیز جھوٹ ہے۔ اس میں آپ نے یہ جتایا ہے کہ اشاعۃ السنۃ کا نکلنا مخالفت کادیانی کے سبب اب معرض التوا میں پڑگیا ہے اور یہ محض کذب ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ سنہ ۱۸۸۱ء سے جب وہ کمیشن تعلیم کی شہادت میں مصروف ہوا تھا دیر سے نکلتا ہے۔ سب سے پہلا اس کا پرچہ نمبر ۲ جلد ۱۲ مخالفت کادیانی میں سنہ ۱۸۹ء میں جب نکلا تو اُسوقت اس پرچہ کے ساتھ چھ پرچے اور جس میں مسائل سود وغیرہ کی بحث تھی دیر سے نکلے تھے۔ پھر سنہ ۱۸۹۱ء میں ۱۳ پرچے جس میں فتویٰ وغیرہ مضامین اکٹھے نکلے اسکے بعد سولہ پرچے جن میں کادیانی کے وساوس کا جواب ہے اکٹھے نکلے اس سے ثابت ہے کہ یہ دیر و توقف تازہ اور کادیانی کی کرامت کا نتیجہ نہیں ہے۔ جیسا کہ خلیفہ صاحب نے جتایا ہے۔ اور اس بیت کا مضمون یاد دلایا ہے۔ ایں کرامت ولی ما چہ عجب + گربہ شاشید گفت باراں شد + اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اب تو اسے کوئی خریدتا ہی نہیں۔ بہت سے خریداروں نے جواب دیدیا +

یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اس کا جھوٹ ہونا خود اس کے مضمون سے ثابت ہے اس مضمون کا پہلا فقرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب اسکا خریدار کوئی نہیں رہا۔ دوسرا فقرہ کہہ رہا ہے اکثر خریداروں نے جواب دیدیا ہے مگر بعض ہنوز خریدار ہیں جو پہلے فقرہ کا صریح مکذب ہے

قطع نظر اس سے یہ امر واقع کے بھی برخلاف ہے۔

سال گذشتہ میں خریداروں اشاعۃ السنۃ سے صرف تین شخص ہیں جنہوں نے خریداری اشاعۃ السنۃ کو کادیانی کی مخالفت کے سبب موقوف کیا ہے ایک مولوی غلام علی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست تحصیل حافظ آباد۔ دوسرے منشی ناصر نواب خسر دوم کادیانی۔ تیسرے ایک اور منشی صاحب جو ایک اسلامی انجمن کے سکرٹری ہیں +

ان تین کے سوا کسی اور شخص کا خلیفہ صاحب نام بتاویں۔ تو فی نام پانچ روپیہ انعام لیں۔ نہ بتا سکیں تو اس افترا کو ندامت کے ساتھ واپس لیں +

* مولوی غلام علی تو مدت سے مرزائی مشہور ہیں۔ منشی ناصر نواب توبہ کے بعد مرزائی ہوئے ہیں۔ منشی صاحب سکرٹری چھپے مرزائی ہیں۔ جن کے مرزائی ہونے پر تین دلائل ہیں۔

اول یہ کہ وہ مطالعہ رسائل کادیانی کے اثر سے اسکا یہ مسئلہ مان گئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں جو کادیانی کے جملہ کفریات کا اصل اصول ہیں +

دوسری دلیل یہ کہ انہوں نے کادیانی کے ازالہ کے فروخت و اشاعت میں خوب سعی کی۔ پہلے تو انہوں نے انجمن کے مکان میں اسکو لا رکھا تھا مگر جب ہاشد ممبران انجمن نے اس پر اعتراض کیا تو اس کو اپنے گھر میں لیجا رکھا اور فروخت کیا

تیسری دلیل یہ کہ انہوں نے ایک کھلے حواری اور خلیفہ خاص کادیانی کو انجمن کے واعظوں میں نوکر رکھا مگر لوگوں کے دہاں بندی کے لیے اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ اپنے دورہ وعظ میں کادیانی کے خیالات کی اشاعت نہ کرے اور چونکہ یہ شرط ناممکن الایفا تھی اور اپنے دلی خیالات کی اشاعت کسی سے ترک نہیں ہو سکتی۔ لہذا واعظ مذکور جہاں گیا۔ بٹالہ فتحگڈھ تیسرور وغیرہ وہاں اس نے خیالات

اِس دروغ خلیفہ صاحب کے مقابلہ میں یہ کہنا بھی بے موقع نہیں ہے کہ سال گذشتہ میں پچھلے سالوں کی نسبت بہت سے خریدار نئے پیدا ہو گئے ہیں۔ خلیفہ صاحب چاہینگے تو ہم ان کی فہرست بھی شائع کر دینگے۔ اور باوجودیکہ معمولی اخباروں میں ہمیشہ زیادتی خریداران

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق۔ کادیانی کی تبلیغ واشاعت کی۔ اس کے اس **خلاف ورزی** شرط پر خاکسار نے اپنی خاص تحریر کے ذریعہ سے منشی صاحب سکرٹری کو اطلاع دی اور اسکے ساتھ بعض علماء فتحگڈھ کی تحریری شہادت بھی ارسال کی تو منشی صاحب سکرٹری نے خاکسار کی اس تحریر اور اس شہادت کو نظر توجہ سے نہ دیکھا۔ اور اس مرزائی کو اس عہدہ سے موقوف نہ کیا۔ اور میری تحریر کا شاگرد ہو کر گستاخانہ جواب دیا کہ آپ کی تحریر داخل دفتر ہو گئی ہے یعنی ڈسمس

آخر جب اس واعظ پر ایک عورت کے اغوا کا الزام قائم ہوا۔ اور اس الزام کو بعض راشد ممبران انجمن نے پرائیوٹ تحقیق سے ثابت کر دیا تو منشی جی کو مجبور ہو کر اس واعظ کو موقوف کرنا پڑا۔ منشی جی کے ان خیالات وحرکات کے سبب خاکسار نے انکو اپنے تلامذہ اور احباب کے زمرہ سے خارج کر دیا۔ اور ایک معاملہ متعلقہ انجمن میں ان کو خط لکھنے کا اتفاق ہوا تو اُس میں سلام مسنون نہ لکھا۔ اس پر منشی جی ۷ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ملے تو شاکی و مستفسر ہوئے کہ کیا اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام کے سبب میں کافر خارج از اسلام ہو گیا ہوں کہ مجھے سلام مسنون سے یاد نہیں کیا گیا اسکا جواب اُن کو اُسیوقت یہ دیا گیا کہ اگرچہ صرف اعتقاد وفات مسیح مطلقاً موجب کفر وخروج از اسلام نہیں ہے مگر جن اصول ولوازم سے کادیانی نے وفات مسیح کا اعتقاد ظاہر کیا ہے انکا مان لینا بے شک کفر از اسلام سے خارج کرنیوالا اعتقاد ہے

اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ اگر خلیفہ صاحب مجھ کو چھوڑنے والے

کے ساتھ کمی بھی لاحق رہتی ہے اور بیسیوں اخبار انکاری ہو کر واپس آتے ہیں سال گذشتہ میں اشاعۃ السنۃ کا ایک پرچہ بھی کسی خریدار نے بجز ان تین مرزائیوں کے واپس نہیں کیا یہ اشاعۃ السنۃ کی ہر دلعزیزی پر قوی دلیل ہے۔ اور یہ محض تائید غیبی ہے جو اس کو خدا کی طرف سے پہنچتی ہے +

اشاعۃ السنۃ ماہوار رسالہ ہے۔ مگر سال سال کے بعد اکٹھا نکلتا ہے تب بھی خریداران قدر شناس اس کو نعمت آلہی سمجھ کر بسر و چشم قبول کرتے اور اسکو عید کا چاند سمجھکر شوق سے دیکھتے ہیں +

اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے لودہیانہ کا واقعہ اور مباہلہ کے متعلق مولوی محمد حسن صاحب اور منشی سعد اللہ صاحب کی گفتگو نقل کی ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ناظرین مولوی محمد حسن صاحب سے پوچھیں۔ مولوی محمد حسن صاحب نے یا کسی اور دوست نے لودہیانہ سے ہم کو اسکی تفصیل سے اطلاع نہیں دی۔ ہم کو جو اس میں سفید جھوٹ نظر آرہے ہیں اس سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں +

از انجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو مولوی محمد حسن صاحب سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ خطاب (یعنے مباہلہ کا) مجھ سے نہیں ہے +

اسکا سفید جھوٹ ہونا کادیانی کے اعلان مباہلہ مندرجہ رسالہ اظہار سے ثابت ہوتا ہے اُس میں صاف درج ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب بھی اس مباہلہ میں کادیانی کے مخاطب تھے اور یہ اعلان ان کے پاس بھی بھیجا گیا تھا۔ اصل عبارت اعلان مندرجہ رسالہ اظہار یہ ہے +

اُسوقت میں بتاریخ دہم ذیقعد یا بصورت کسی عذر کے گیاراں ذیقعد ۱۳۱۰ ہجری

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق۔ دوستوں میں سے منشی صاحب بکرڑی کو پیش کرینگے تو اپنا دعویٰ ثابت نکر سکینگے کیونکہ منشی صاحب بکرڑی نے خاکسار کو نہیں چھوڑا بلکہ خاکسار نے انکو مرزائی سمجھکر چھوڑا ہے +

کو مجھ سے مباہلہ کرلیں اور دہم ذیقعد اس مصلحت سے تاریخ قرار پائی ہے کہ تا دوسرے علماء بھی جو اس عاجز کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر ٹھہراتے ہیں شریک مباہلہ ہو سکیں جیسے محی الدین لکھو والے اور مولوی عبد الجبار صاحب اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور منشی سعد اللہ مدرس ہائی سکول لودہیانہ اور عبد العزیز واعظ لودہیانہ اور منشی محمد عمر سابق ملازم ساکن لودہیانہ اور مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہیانہ × × اور اگر یہ لوگ باوجود پہنچنے ہمارے رجسٹری شدہ اشتہارات کے حاضر میدان مباہلہ نہ ہوئے تو یہی ایک پختہ دلیل اس بات پر ہو گی کہ وہ درحقیقت اپنے عقیدہ تکفیر میں اپنے تئیں کاذب اور ظالم اور ناحق پر سمجھتے ہیں × × اتمام حجت کے لئے رجسٹری کرا کر یہ اشتہار بھیجے جاتے ہیں تا اس کے بعد مکفرین کو کوئی عذر باقی نہ رہے اگر بعد اس کے مکفرین نے مباہلہ نہ کیا اور نہ تکفیر سے باز آئے تو ہماری طرف سے اُن پر حجت پوری ہو گئی۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ مباہلہ سے پہلے ہمارا حق ہو گا کہ ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں۔ والسلام علی من اتبع الہدی ✦

خاکسار
المشتہر
میرزا غلام احمد۔ ۳۰ شوال سنہ ۱۳۱۰ھ

اِس خط کو لکھنے اور اس میں یہ جھوٹ درج کرنے کے وقت خلیفہ صاحب کو کادیانی کا یہ اعلان رسالہ اظہار بحکم دروغ گو را حافظہ نباشد۔ یاد نہ رہا۔ یا دیدہ دانستہ یہ جھوٹ بنایا ✦

از انجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو بجواب منشی سعد اللہ کے اس سوال کے کہ "آپ کی طرف سے فتویٰ کفر میں آپ کا نام موجود ہے" مولوی محمد حسن صاحب سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میرا نام فتویٰ میں بطور خود لکھ دیا ہے حالانکہ میں نے انکو بذریعہ خط بھی لکھ دیا تھا کہ میرا نام ہرگز نہ لکھنا ✦

اسکا سفید جھوٹ ہونا اصل فتویٰ کے ملاحظہ سے اور مولوی محمد حسن صاحب سے [1] دریافت کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے اصل فتویٰ پر جو مولوی محمد حسن صاحب کی طرف سے

[1] مولوی محمد حسن صاحب نے اپنے خط دوم میں ظاہر کیا ہے کہ اس فتویٰ پر دستخط اپنے خود کئے ہیں

عبارت وتصدیق مرقوم ہے وہ مولوی محمد حسن صاحب کی خاص قلم سے لکھی ہوئی ہے جس منصف مزاج و متردد شک ہو اصل فتویٰ ملاحظہ کرے اور مولوی محمد حسن صاحب سے بھی اس امر کو دریافت کرے +

ازانجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو بیان کیا گیا ہے کہ اس گفتگو متعلق مباہلہ کا حال منشی سعد اللہ نے خاکسار کو لکھا اور خاکسار نے اس واقعہ کے متعلق کچھ مولوی محمد حسن صاحب کو لکھا اور اُس کا اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا +

نہ منشی سعد اللہ صاحب نے گفتگو متعلق مباہلہ سے مجھے اطلاع دی اور نہ مینے مولوی محمد حسن صاحب کو مباہلہ کے متعلق کوئی بات لکھی اور نہ میرے لودہیانہ پہنچنے پر مباہلہ کی بابت میری اُنکی گفتگو آئی۔ مینے صرف یہ سُنا تھا کہ مولوی محمد حسن صاحب رسالہ تحذیر منشی حسن امروہی کو دیکھکر[1] تکفیر کادیانی پر متوقف اور بعض مسائل میں کادیانی کے موافق ہو گئے ہیں۔ اس پر مینے بوسطہ اپنے دوست منشی مہدی صاحب نقشہ نویس اُنکے نام ایک خط بغرض دریافت حال لکھا۔ تو منشی صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ خبر محض غلط ہے مولوی محمد حسن صاحب کسی مسئلہ میں کادیانی کے موافق نہیں یہی بات مولوی محمد حسن صاحب نے لودیانہ میں عند الملاقات خاکسار کو کہی اور یہی اپنے اس خط میں لکھی جو عنقریب منقول ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اسکے بعد جو خلیفہ صاحب نے خاکسار کے لودہیانہ جانے اور مولوی محمد حسن کے مکان پر نہ پہنچنے اور اُن سے مسجد میں گفتگو کرنے اور آخر لودہیانہ سے ناراض ہو کر چلے آنے کی بابت قصہ نقل کیا ہے یہ از سر تا پا دروغ بے فروغ ہے خاکسار لودیانہ پہنچا تو مولوی محمد حسن صاحب کے مکان پر ٹھہرا اور وہ عادت قدیم کے مطابق خاکسار سے مدارات و تواضع کے ساتھ پیش آتے رہے +

اس امر کی تصدیق میں مولوی محمد حسن صاحب کا خط نقل کیا جاتا ہے جو خلیفہ حامد کے خط کو دیکھکر اُنہوں نے خاکسار کے نام ارسال کیا ہے +

[1] عزیز مولوی صاحب کا خط دوم ہمارے اس بیان کی تصدیق عنقریب ہوگی +

نقل خط مولوی محمد حسن صاحب

مخدوم و مکرم من السلام علیکم و رحمتہ اللہ

میر حامد سیالکوٹی کا خط مینے دیکھا - افسوس لوگ دشمنی اور عداوت کے مارے بہتان باندھتے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں - میں مرزا غلام احمد کے ساتھ کسی ایک مسئلہ میں بھی متفق نہیں چہ جاکہ مینے یہ کہا ہو کہ میں اکثر مسائل میں متفق ہو گیا چند مسائل ہیں جو سمجھ میں نہیں آئے صرف توقف ہے - میں مرزا کے عقائد مستحدثہ کو ضلالت جانتا ہوں اور اُنکی تاویلوں کو تحریف - چونکہ وہ مدعی اسلام ہیں اور شاہدین علی انفسہم بالکفر کے زمرہ میں سے نہیں ہیں اس لئے میں اُن کو کافر نہیں کہتا +

جناب لودہیانہ میں تشریف لائے بدستور قدیم خاکسار نے اور جملہ موحدین نے جناب کا اکرام کیا اور حاضر خدمت رہکر سعادت اندوزی کرتے رہے - میر حامد نے جو لکھا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب کی ملاقات صرف مسجد میں ہوئی تھی کیونکہ بیرجی دیکھکر مولوی صاحب محمد حسن کے مکان پر جانے کی جرات نہ کرسکے یہ صریح جھوٹ ہے +

مرزا غلام احمد کے تکفیر اور جواب خط کے بارہ میں مسجد میں ہرگز ہرگز گفتگو نہیں ہوئی جسکو ایک ذرہ عقل اور تمیز ہے وہ جان سکتا ہے کہ یہ قصہ سراسر بہتان و افترا ہے - بھلا دہلی کے شہدوں کی بات سند تھی جو میں گفتگو میں جناب کے روبرو پیش کرتا - یہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ مینے مرزا صاحب کے کسی معتقد کے روبرو یہ ذکر کیا تھا کہ دہلی کے شہدے جب آخری جمعہ کا روزہ رکھتے تو نماز کے لیے بھی مسجد میں آتے اپنی پھکڑ بازی کی عادت تو نہ چھوڑ سکتے مگر اتنا التزام کرلیتے کہ بھیا لام کاف نہیں کہنا +

مجھے تو نہ پہلے کسی سے ضد تھی اور نہ اب ہے جو ضد کے مارے حد سے تجاوز کر گئے ہیں اللہ کریم انکو توفیق توبہ بخشے والسلام - ۲۷ جنوری ۱۸۹۴ء لودہیانہ - خاکسار محمد حسن

اس خط پر ہماری طرف سے ایک نوٹ

(لائق توجہ مولوی محمد حسن صاحب و دیگر متردد دین در تکفیر کادیانی)

اِس خط میں میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب نے جو باوصف تسلیم و اظہار اس امر کے کہ کادیانی کے عقائد مستحدثہ ضلالت ہیں اُسکو کافر کہنے سے توقف ظاہر کیا ہے یہ بعض اور علماء کی بھی جنکے فتوی تکفیر کادیانی پر دستخط ثبت ہیں۔ رائے ہے چنانچہ فتوی کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس توقف کے وجہ ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ گو بعض عقائد کادیانی حد کفر تک پہنچ گئے ہیں مگر چونکہ وہ ان میں تاویل کرتا ہے اور تاویل کفر سے بچالیتی ہے لہذا وہ تکفیر سے بچ جاتا ہے۔ اور وہ اِن مسائل کے سبب صرف گمراہ و مبتدع کہلانے کا مستحق ہے۔ اِس وجہ توقف میں ان علماء نے اپنے قصور معلومات کی وجہ سے دہوکا کہایا ہے ان کو تاویل و تکفیر کے اس قانون پر پوری اطلاع نہیں ہے کہ تاویل جو تکفیر سے بچا لیتی ہے وہ تاویل ہے جو مسائل محل و محتمل تاویل میں ہو اور جو تاویل ایسے مسائل میں ہو جو دین سے قطعاً و ضرورۃً ثابت ہوں (جیسے حشر کو مردوں کا جسموں کے ساتھ اُٹھایا جانا اور خدا تعالی کے علم و قدرت کا غیر محدود ہونا وغیرہ) وہ محل تاویل نہیں اور ان مسائل میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی چنانچہ امام غزالی وغیرہ محققین اسلام کے تصانیف میں بیان ہوا ہے اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنۃ کے مضمون التفرقہ بین الاسلام والتزندقہ میں بضمن نمبر جلد منقول ہوا ہے اور ان کی توجہ اسطرف نہیں ہوئی کہ کادیانی ایسے ہی قطعی مسائل میں تاویل کرتا ہے۔ وہ نزول جبریل۔ ختم نبوت۔ وسعت قدرت خداوندی وغیرہ وغیرہ عقائد و مسائل میں جو دین اسلام میں قطعاً تسلیم کئے جاتے ہیں تاویل کرتا ہے چنانچہ صفحہ وصفحہ میں گذرا۔

میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب نے جو اپنے توقف کی یہ وجہ بھی بتائی ہے کہ کادیانی اپنے نفس پر خود کفر کی شہادت نہیں دیتا یعنے وہ مدعی و ملتزم کفر نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی

وجہ ہے جسکا اثر و نشان کبھی اور اہل علم کے کلام میں پایا نہیں جاتا میرے عزیز دوست نے شاید کتب فقہ و حدیث صحیح بخاری و قرآن مجید میں زنادقہ اور منافقین کا حال اور حکم توجہ سے نہیں پڑھا کہ وہ باوصف ادعاء اسلام اور اظہار شعایر اسلام کافر قرار دیئے گئے اور ان سے وہ معاملات ہوئے جو کافروں سے ہوتے ہیں۔

میرے عزیز اپنی اس وجہ پر نظر کرینگے اور زندیق کا حکم کتب فقہ اور صحیح بخاری میں بصفحہ ۱۰۲۴ ملاحظہ کرینگے تو امید ہے کہ اس وجہ کو واپس لینگے ✦

دجال کادیانی باتفاق بخاری زندیق ہے وہ اپنے کفر پر شہادت نہ دیگا۔ پھر کیا اس حیلہ سے بچ جائیگا ؟ نہیں ہرگز نہیں ✦

خط کے اخیر میں جو خلیفہ صاحب نے صوفی عبدالحق غزنوی پر ایک شرارہ چھوڑ دیا اور یہ کہا ہے کہ ”عبدالحق غزنوی بھی اب متروک ہوگیا ہے“ یہ بھی سفید جھوٹ ہے میں صوفی عبدالحق غزنوی کو امرتسر میں تھوڑے دن ہوئے ہیں دیکھ کر آیا ہوں وہ جن اعیان اہل اسلام میں جس عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ان میں اسی عزت سے اب بھی دیکھے جاتے ہیں اور انکے متروک القوم ہونیکی کوئی وجہ نہیں خلیفہ صاحب اگر کہیں کہ اُنکے مباہلہ کا کوئی اثر بد کادیانی پر ظاہر نہیں ہوا اسلئے انکے ساتھی مسلمانوں نے اُنکو چھوڑ دیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے بڑھکر اور اثر بد کیا ہوگا کہ اُس دن سے کادیانی پر چاروں طرف سے اہل اسلام کی لعنت و ملامت کی زیادہ بوچھاڑ ہو رہی ہے اور عام مسلمان کہہ رہے ہیں کادیانی نے عیسائیوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا مسلمانوں کی رہی سہی عزت کو کھو دیا۔ اور انکو دلیر کر دیا۔ چنانچہ مضمون سوم میں مفصل مذکور ہوگا۔ اور ان کے مباہلہ کا بھی کوئی اثر بد غزنوی صوفی عبدالحق پر ظاہر نہیں ہوا۔ اس بات کو خلیفہ صاحب تسلیم نہ کریں تو پھر وہی بتا دیں کہ کادیانی کے مباہلہ کا اثر بد صوفی عبدالحق غزنوی پر کیا ظاہر ہوا۔ ابتک اُسکا ایک بال بھی بینگا (ٹیڑھا) نہیں ہوا۔ اور اُنکے متروک ہونے کا دعوی ایک سفید جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق نے تو صرف بعض علماء سلف کی سنت پر مباہلہ کیا تھا اسکے

سوا کسی نشان نمائی کا اُن کو دعویٰ نہ تھا بخلاف کادیانی کہ اُسکو تو اپنے مباہلہ سے نشان نمائی کا دعویٰ تھا۔ اور دعویٰ بھی ایسا کہ اگر اُسکی جانب سے نشان ظاہر نہ ہوا یا دونوں جانب سے مساوی نشان ظاہر ہوا۔ تب بھی وہی (کادیانی) جھوٹا متصور ہوگا۔ چنانچہ حجت کادیانی کے صفحہ ۹ میں یہ دعویٰ شائع ہوچکا ہے۔ اِس دعویٰ کی رو سے صوفی عبد الحق غزنوی کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور کادیانی پر کوئی عذاب آسمانی نازل نہ ہوا تب بھی کادیانی ہی جھوٹا متصور ہوگا۔ جب تک صوفی صاحب پر کوئی ایسا اثر ظاہر نہ ہو جس کو کس و ناکس مباہلہ کادیانی کا اثر سمجھیں۔ خلیفہ صاحب نے اِس نتیجہ لازم اور الزام غیر مفارق کا تو کچھ لحاظ نہ فرمایا اور اپنے احمق اور ناواقف دام میں آنیوالوں کے پھنسانے کے لئے یہ افترا کا شرارہ صوفی عبد الحق غزنوی پر چھوڑ دیا۔ اور انصاف و شرم سے کام نہ لیا ✦

اے حضرات ناظرین! خصوصاً دیہ دون کے متردین! حافظ یعقوب خان صاحب و پیرجی خدا بخش صاحب اِس خط کے از سر تا پا دروغ ہونے کا یہ ثبوت ہے آپ اِس کو غور کی نگاہوں سے دیکھیں اِس ثبوت میں اگر کچھ اشتباہ ہو تو اُس سے بذریعہ خطوط یا اخبار اطلاع دیں اور اگر اس ثبوت کو کافی و وافی پادیں تو حسبتاً للہ ان دجالوں و کذابوں کی نسبت اپنا تردد دور کریں اور اُن کو گمراہ جانکر اُنکے اتباع و محبت سے دست بردار ہو جائیں اور یہ جان لیں کہ ایسا جھوٹ بولنے والے محدث۔ مجدد۔ ولی و ملہم ہرگز نہیں ہو سکتے ✦

پیرجی صاحب آپ حضرت شیخ الکل کے دیکھنے والے شیخ عبید اللہ مرحوم کے وعظ سُننے والے اہل حدیث دیہ دون کے ممتاز ممبر قرآن حدیث کے عامل آپ اپنے ان اکابر پیشواؤں کی پیروی چھوڑ کر دجال و کذاب کادیانی کے دام تزویر میں کیونکر پھنس گئے ان کے ایسے سفید جھوٹ اور مکر عظیم (جو اشاعۃ السنۃ مدت سے ظاہر کر رہا ہے اور وہ آپ کے پاس ہمیشہ پہنچتا رہتا ہے) دیکھ کر بھی آپ اُس دام سے نکل نہیں سکے کیا آپ اشاعۃ السنۃ نہیں دیکھا کرتے۔ اور آپ خواندہ نہیں ہیں۔ نہیں تو اپنے صاحبزادہ محمد حنیف سے وہ رسالہ لفظ بلفظ سنا کریں۔

حافظ یعقوب خان صاحب آپ اپنے خط منقولہ صفحہ ۲۷۰ میں لکھ چکے ہیں کہ ہم علم نہیں رکھتے لہذا ممکن ہے کہ علمی باتوں میں کادیانی کی دہوکہ دہی کو آپ نہ سمجھتے ہونگے۔ پھر کیا کادیانی کے ایسے سفید جھوٹوں کو جو واقعات کے متعلق ہیں نہیں سمجھ سکتے۔ واقعات کی تحقیق صرف مشاہدہ حال اور شہادتوں سے ایک عامی بہی کر سکتا ہے۔ آپ کو ان واقعات کی تحقیق سے ثابت ہو کہ کادیانی اور اُسکے خلفا جھوٹے واقعات از خود بناتے ہیں اور جھوٹ بولکر لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں تو آپ اپنے تردد کو دور کریں اور کادیانی کو دجال سمجھکر اُس سے علیحدہ ہو جاویں۔ اور اگر ان واقعات کے ثبوت میں آپ کو اشتباہ رہے تو آپ مجھ کو اُس سے مطلع کریں۔ یہ آپ کے خط کا جواب ہے۔ جس کا صفحہ ۲۷۶ میں وعدہ دیا گیا تھا اسکے جواب میں آپ نے کادیانی کا دجال ہونا تسلیم کر لیا یا ان واقعات کی نسبت کوئی عذر معقول پیش کر کے اپنے تردد کو موجہ کیا تو پھر آپ سے سلسلہ خط و کتابت جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

ناظرین! خلیفہ حامد کا یہ خط صرف دیرہ دون پہنچتا اور پرائیویٹ رہتا تو اسکی نقل اور ردّ سے تعرض نہ کیا جاتا یہ خط اور اسکا مضمون پبلک میں مشتہر ہوا اور جابجا اسکا شہرہ ہوا چنانچہ دیرہ دون کے علاوہ لاہور کی ایک مسجد میں (جو سنٹ ہال کے پاس ہے اور وہاں کادیانی کے کھلے اور چھپے حواری ملازم محکمہ چیف انجنیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ آفس نمازیں پڑھتے ہیں) حواریان کادیانی نے جلسہ عام میں لودہیانہ کا یہ قصہ سنایا کہ مولوی محمد حسین ایکی دفعہ لودہیانہ میں گئے تو انکی خاطر نہ ہوئی وغیرہ وغیرہ اور ایک چھپے حواری کادیانی نے جو صوفی اور صاحب الہام کہلاتے ہیں اور اُن کی مقدس ریش دیکھکر خواجہ خضر یاد آتے ہیں میرے ایک دوست نقشہ نویس ملازم نہر روڈ کو یہ کہا تہا کہ اشاعۃ السنۃ کے خریداران اب اسکو خریدنا موقوف کرتے جاتے ہیں اسی قسم کی اور باتیں یہ حضرات شائع کر رہے ہیں ان اراجیف کا اثر بد بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تو اس خط اور اسکے جواب کا شائع کرنا ضروری سمجھا گیا +

اِس دروغ گوئی کی ایک اور دُم

شجرۃ الکذب (جھوٹ کے درخت) قادیانی کا ایک پھل جو اصل درخت کی حقیقت ظاہر کرتا ہے وہ ہے جو قادیانی گروہ کے ایک خلیفہ راشد ایڈیٹر رسالہ موسوم بہ "الحق" سے (جو دراصل ازسرتاپا باطل اور بر طبق مصرع مشہور ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اپنے اصلی و حقیقی نام کے عکس سے موسوم ہے) ظاہر ہوا ہے۔ اس رسالہ میں بھی خلیفہ صاحب ایڈیٹر نے اس قسم کا جھوٹ کہ قادیانی اتباع و پیروان میں ترقی و کثرت ہوتی جاتی ہے اور اسکے مخالفوں کو شکست و ذلت نصیب ہو رہی ہے شائع کیا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کذب مقالہ کے صفحہ ۲۳ نمبر ۱ جلد ۲ میں مرقوم ہے۔

بڑی بھاری بشارت

نومبر کی چوتھی تاریخ کو جب حضرت امام زمان مسیح موعود فیروزپور میں تھے۔ آپ کی خدمت میں جناب حاجی عبد اللہ اور حاجی عبد اللطیف حاضر ہوئے۔ یہ حاجی عبد اللہ وہ مشہور سرگرم حامی اسلام ہیں جنہوں نے محمدؐ الگزنڈر وب مسلمان امریکن مشنری کو اشاعت اسلام کے لئے کئی ہزار روپیہ اپنی گرہ سے دیا۔ حاجی عبد اللہ نے بیان کیا کہ حضرت کی قدمبوسی کی تحریک میرے دل میں اس طرح ہوئی۔ کہ میں نے ایک دفعہ جو محمد رسل وب سے سوال کیا کہ اسلام کی بے بہا نعمت آپ کو کیونکر حاصل ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بڑا بھاری خداوندی فضل مجھے جناب مرزا غلام احمد صاحب کی بدولت میسر ہوا۔ اسی وقت سے میرے دل میں خیال تھا کہ میں ایسے واجب القدر حامی اسلام کو دیکھوں جس کے پاک انفاس سے اتنے بڑے زبردست لوگ غیر قوموں سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ چند روز ہوئے میرے دل میں جناب مرزا صاحب کی زیارت کی پرزور تحریک پیدا ہوئی الخ

اسکے بعد صفحہ ۲۴ میں خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کی طرف مدراسیوں کے رجوع و توجہ کا مژدہ نقل کر کے کہا ہے "غرض یہ سب اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا عجیب ثبوت ہے۔ اور اس بات پر کافی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود مؤید من اللہ ہیں۔ افسوس اُن یہودی صفت قسی القلب لوگوں پر جو اب تک اس پاک سلسلہ کی مخالفت سے باز نہیں آئے وہ خوب سمجھ رکھیں کہ اُن کے لئے ذلت مسکنت اور غضب اللہ درپیش ہے"۔

ہمارے نزدیک اور ہر ایک مبصر و محقق کے نزدیک پہلے مژدہ کے بیان میں خلیفہ ایڈیٹر نے کذب سے کام لیا ہے۔

اس میں جو مسٹر محمد رسل وب صاحب امام اہل اسلام امریکہ کا قول نقل کیا ہے یہ صاحب ممدوح پر محض افترا ہے صاحب ممدوح کی جو اظہار اسلام سے پہلے کادیانی سے خط و کتابت ہوئی ہے اور وہ کادیانی کے رسالہ شحنہ حق میں چھپی ہے۔ وہ اس قول کے افترا ہونے پر دلیل ہے۔ اس مراسلت سے صاحب ممدوح کا کادیانی سے مدد چاہنا تو بے شک ثابت ہے مگر کادیانی کا اُن کو مدد دینا ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف وعدہ مدد دینا جس کا کادیانی نے تاہنوز ایفا نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ اس سے اس ایفا کی امید ہے۔ جب تک کہ تفسیر "اس احمد" "سراج المنیر" "قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ" وغیرہ وغیرہ تصنیف ہو کر شائع نہ ہوں (جو قیامت سے پہلے تصنیف و شائع ہوتی نظر نہیں آتیں) اور جب صاحب ممدوح بعد اظہار اسلام لاہور میں تشریف لائے۔ اور حواریان و معتقدین کادیانی کا ڈیپوٹیشن آپ کے پاس پہنچا اور بکمال اصرار اس امر کا خواستگار ہوا کہ آپ قادیان تشریف لے چلیں۔ اور مرزا صاحب سے ملیں۔ تو آپ نے قادیان جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور برملا فرما دیا کہ میں کادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں۔ یہ حال ہم نے بعض راشد مسلمانان سکرٹریان انجمن حمایت اسلام سے (جبکہ صاحب ممدوح مدعو و مہمان تھے) سنا تھا۔ اور اپنے رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۳۰ میں شائع و مشتہر کر دیا تھا اور اس میں کادیانی اور اسکے حواریوں و ہوا خواہوں نے کچھ

چون وچرا نہیں کیا تھا۔ ایک صوفی صاحب اُن میں سے بولے تو صرف اسقدر بولے کہ اس ڈیپوٹیشن میں جس نے صاحب ممدوح سے قادیاں جانے کی درخواست کی تھی) میں شامل نہ تھا۔ میرا نام اس میں کیوں ذکر کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت آپ نہ سہی آپ کے بڑے بھائی صوفی اور دوسرے منشی جی سہی۔ کام سے کام ہے نہ نام سے نام میں راوی کی غلطی ہوگئی ہوگی۔ اس سے تو آپ کو انکار نہیں کہ ڈیپوٹیشن اُنکے پاس گیا اور خواستگار امر مذکور ہوا اور صاحب ممدوح نے انکار کیا اور وہ قول فرمایا +

وہ قول مسٹر محمد رسل وب صاحب کا اس نقل خلیفہ ایڈیٹر کے افترا ہونے پر دوسری دلیل ہے اور یہ صاف مشعر و شاہد ناطق ہے کہ اس قصہ میں جو قول صاحب ممدوح کا نقل کیا گیا ہے وہ اُن پر محض افترا ہے لہذا یہ سارا قصہ ناقابل اعتماد و قبول ہے ہم نے ایک معزز دوست سے جو علاقہ فیروزپور میں مدرس ہیں سُنا ہے کہ فیروزپور میں کوئی گدا صورت عربی کادیانی کے پاس آیا تھا۔ اُسی کو ان حضرات نے عبداللہ عرب بنالیا اور اُس پر یہ قصہ گھڑ لیا +

اور اگر یہ بھی فرض کرلیا اور مان لیا جاوے کہ وہی شخص عبداللہ عرب تھا جو مشہور مالدار اور نامی تاجر ہے تو پھر اِس قصہ میں جو مسٹر رسل وب کا یہ قول درج کرلیا گیا ہے وہ اُس قصہ کی ساری رونق و اعتبار کو دور کرتا ہے۔ اور اسکو صاف جھٹلاتا ہے +

وہ قول صاحب ممدوح جب اِن ہی دنوں اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ شہرہ آفاق ہوگیا تو کادیانی صاحب نے یہ سمجھا کہ یہ قول ہمارے اس دعویٰ کو کہ امریکہ میں اسلام ہمارے طفیل پہنچا ہے جھٹلا رہا ہے تو اس قول کے ضرر و اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک یہ افترا گھڑا گیا اور اُس کو اپنے اُسی خلیفہ حامد سیالکوٹی کے ذریعہ سے اپنے معتقدین کے پبلک میں پھیلایا (جسکی اطلاع خاکسار کو بھی بعض معزز احباب کے ذریعہ پہنچ گئی) کہ محمد رسل وب صاحب جہاز سے اُترے تو کادیانی صاحب نے اُنکو بذریعہ خط مطلع کردیا اور لکھہ دیا تھا کہ مسلمان لوگ مجھے زندیق کافر سمجھتے ہیں۔ لہذا آپ میرے پاس نہ آویں ورنہ آپ بھی متہم ہوجائینگے

شاید یہ حضرات اِس افترا قدیم کو اس افترا جدید مندرجہ الحق کی تائید میں اور ہماری دلیل دوم کے جواب میں پیش کریں۔ اسکا جواب ہم پہلے ہی سے دیدیتے ہیں کہ لاہور آؤ۔ اور معزز مسلمانوں سے اُس قول صاحب ممدوح کے کہ میں کادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں۔ تصدیق کرالو۔ یا خود صاحب موصوف ہی سے بذریعہ خط دریافت کر لو کہ اپنے ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ جس معزز دوست سے ہم کو اس افترا قدیم کادیانی پر جو خلیفہ حامد کے ذریعہ شیوع پایا تھا۔ اطلاع ہوئی ہے ان کی صاحب ممدوح سے بہت خط و کتابت ہے وہی دوست صاحبِ ممدوح سے دریافت کریں کہ ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ سوال صرف اتنا ہو اُس سے ایک حرف زیادہ نہ ہو۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر اسوقت کادیانی نے صاحب ممدوح کو ملاقات سے منع کیا تھا اور اس امر کو مسلمانوں میں انکے متہم ہو جانے کا باعث سمجھا تھا۔ تو انکا یہ قول (اگر یہ نیز افترا نہیں ہے) اب رسالہ میں کیوں چھپوایا۔ کیا اب مسلمان جن سے صاحب ممدوح کو انواع اعانت کی امید ہے اُن کو متہم نہ کرینگے۔ اور نہ سمجھینگے کہ وہ درحقیقت کادیانی سے ملے ہوئے ہیں۔ اِس قول کی اشاعت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کادیانی صاحب کا وہ قول جو خلیفہ حامد صاحب کے ذریعہ شائع کیا گیا ہے محض بناوٹ ہے +

مدراسیوں کے رجوع بسوئے کادیانی کا جو مژدہ درج کیا گیا ہے وہ کسی قدر صحیح ہو تو تعجب نہیں کیا وجہ کہ مدراس میں دو قسم کے مسلمان ایسے ہیں جو آپ کے دام میں پھنس سکتے ہیں ایک جماعت یورپین مسلمانوں کی جو عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہیں ان میں اردو فارسی عربی جاننے والے بہت کم ہیں۔ اور وہ اصول و مسائل اسلام سے ہنوز بہت کم واقف ہیں۔ اُنکو تو جو ہادی مل جائے وہ اُس کے پیچھے ہو چلینگے۔ دوسرے بے علم یا کم علم ہو کر تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ متقدمین چھوڑنے والے ہیں انکا ہیولیٰ تو بہت ہی قابل ہے وہ جو چاہیں بن سکتے ہیں اور بنتے جاتے ہیں یہ

دو قسم کے مسلمانان مدراس کادیانی کا مذہب اختیار کرلینگے - اگر راشد و واقف مسلمانوں نے ان لوگوں کی دستگیری نہ کی - اور کادیانی کے داؤ اور گھاتوں کی جو مدراس میں چل رہے ہیں کافی مدافعت نہ کی - اس امر کی تفصیل ہم ایک جداگانہ مضمون "مذہب کادیانی کی اشاعت اور اُسکی مدافعت کی ضرورت" میں کرنا چاہتے ہیں - ہم نے افسوس کے ساتھ اس امر کو سُنا ہے کہ ماسٹر یا مولوی حسن علی صاحب محمدن مشنری (انگریزی زبان میں اسلام کے واعظ) مدراس کے ایک سیٹھ (سوداگر) کی معیت و تبعیت میں قادیان میں پہنچے اور کادیانی کے معتقد و مرید ہو کر چلے گئے ہیں ناظرین اس پر تعجب نہ کریں مولوی حسن علی صاحب بھی اصول و مسائل اسلام سے پورے واقف نہ ہونے میں اُن ہی دو قسم کے مسلمانان مدراس کی مانند ہیں - آپ کی تقریروں سے گو جوش اسلام ظاہر ہوتا ہے - اور جہانتک ہو سکتا ہے آپ مذاہب غیر کے مقابلہ میں اسلام کو مدد دیتے ہیں اور بقول بعض اشخاص آپ اس خدمت اسلام میں وقف ہو رہے ہیں - مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ آپ دین اسلام کے عالم نہیں ہیں اصول و مسائل اسلام سے اسی قدر واقفیت رکھتے ہیں جسقدر انگریزی خوان طالب العلم انگریزی کتب و تصنیفات تحریرات اخبارات میں اسلامی مسائل پڑھکر واقف ہو جاتے ہیں جب وہ سب سے پہلی دفعہ لاہور میں آئے اور ہمنے اُن کے وعظ سُنے تو اُن کی نسبت یہی رائے قائم کی اور یہ رائے نہ صرف میری شخصی رائے ہے بلکہ جمہور اہل الرائے کی جو دین اسلام سے واقف ہیں یہی رائے ہے - ماسٹر صاحب سے کوئی پوچھیگا تو امید ہے وہ بھی اس رائے کو تسلیم کرینگے لہذا اُن کا مرزائی ہو جانا ویسا ہی ہے جیسے انگریزی اسکول کے بعض طالب العلموں کا مرزائی ہو جاتا ہے •

ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر وہ پورے مرزائی ہو گئے ہیں تو وہ مدراس کے ان دو قسم مسلمانوں کو ضرور ضرر پہنچائینگے - اسکا تدارک اہل اسلام پر واجب ہے اور وہ اُس صورت

سے اُرسکتا ہے جو ہم مستقل مضمون موعود میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ +

اخیر میں جو خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کے مخالفین کی ذلت و مسکنت کی جھوٹی خبر دی ہے یہ اُسی شجرۃ الکذب کا پھل ہے۔ اور یہ ہر ایک خلیفہ کادیانی کی سنت لازمہ و خاصہ شاملہ ہے۔ اس کا سفید جھوٹ ہونا خلیفہ حامد کی دروغ گوئی کے رد میں ثابت کیا گیا ہے اور ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ کادیانی کے مخالفین خدا کے فضل و کرم سے صحت عافیت وعزت و برکت کے ساتھ خوب دندناتے ہیں اور شب و روز تحریراً و تقریراً کادیانی کی تکذیب کو لئے خدا کی طرف سے مؤید و موفق ہیں۔ یہ ذلت اور مسکنت تو کادیانی ہی کی صفت لازم و عرض غیر مفارق ہے جسکا منہہ صدہا روپیہ کی آمدنی پر بھی سوال سے بند نہیں ہوتا اور کاسہ گدائی اُس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا یا اس کے ان خلفاء اور حواریوں کے نصیب میں آگئی ہے جو ریاست جموں میں آٹھ سو روپیہ ماہوار کے نوکر تھے اور بطفیل متابعت کادیانی کے اُس نوکری سے اس شدید حکم کے ساتھ کہ اتنے گھنٹوں میں جموں سے نکل جاؤ خارج و معزول کئے گئے یا جو بھوپال میں ایک سو روپیہ ماہوار کے معزز عہدہ دار تھے۔ اور اب وہ بیس تیس روپیہ چندہ پر گذارہ کر رہے ہیں۔ اور آئندہ یہ کاسہ گدائی بھی خالی ہوتا نظر آتا ہے +

خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کے مخالفین کی آئینہ صفت صورت میں ان ہی حضرات کی یہ صورت دیکھی ہوگی ع در آئینہ بیند ہر کس رُخ خویش +

خلیفہ ایڈیٹر کے اپنے گذارہ کا حال بھی اُن کے واقفوں پر مخفی نہیں ہے وہ پھر ظاہر کیا جائیگا اگر خلیفہ صاحب کو اپنی اس بیہودہ گوئی پر اصرار رہا +

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط متعلق دروغگوئی خلیفہ حامد سالکوٹی

دروغ گوئی کادیانی کی پہلی دم کامل اور مکمل ہو کر لگ گئی۔ اور اس کی دو کاپیاں لکھی گئیں

اور اس کی دوسری دم بھی اکتوبر نکل چکی تو میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط خاکسار کے پاس پہنچا۔ اس خط میں اُنہوں نے گفتگو متعلق مباہلہ کے تفصیل کی ہے۔ جو تفصیل خلیفہ حامد کی گئی بیانوں کے مخالف ہے۔ اور نیز تکفیر کادیانی میں آپ اپنی توقف کی ایک وجہ مزید کی ہے۔ ان دو باتوں کے سوا اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ مضامین میں اس پہلے خط کی بتصدیق و تائید ہے +

واز انجا کہ گفتگو متعلق مباہلہ کے ہم نے کوئی تفصیل نہیں کی۔ جس کی اس خط دوم سے تصدیق کی ضرورت ہو۔ بلکہ تفصیل خلیفہ حامد کی صرف تین سفید جھوٹ ظاہر کئے ہیں۔ کہ از انجملہ ایک کا ثبوت کادیانی کے اعلان سے دیدیا ہے اور دوسرے کی ثبوت میں مولوی محمد حسن صاحب کا حوالہ دیا ہے۔ لہذا ہم کو اس گفتگو کے متعلق پوری تفصیل کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اُن ہی دو باتوں کا جن کی بابت مولوی صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے نقل کرنا کافی ہے ہاں جو مولوی صاحب نے عدم تکفیر کی مزید وجہ بیان کی ہے وہ پوری بیان کرنی ضروری ہے شاید عزیز مولوی صاحب کا اس میں فائدہ ہو +

اس خط میں عزیز مولوی مولوی صاحب لکھتے ہیں کچھ دنوں بعد (یعنے گفتگو متعلق مباہلہ کے بعد) پھر منشی سعد اللہ صاحب میرے پاس تشریف لائے میں مولوی محمد احسن امروہی کا رسالہ تحذیر الناس دیکھ رہا تھا۔ اس پر مرزا صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اور مینے تکفیر سے اپنا توقف ظاہر کیا۔ منشی سعد اللہ صاحب نے کہا کہ تو نے پہلے استفتا پر دستخط کیا تھا۔ اب توقف کا سبب کیا ہے۔ مینے عرض کیا کہ مجھے پہلے بھی توقف ہی تھا۔ اور دل میں سوچ رکھا تھا کہ اپنی علیحدہ عبارت لکھکر دستخط کرونگا۔ چونکہ دستخطوں کا جلسہ بچند وجوہ موجب پریشانی تھا میں اُس احتیاط کو بھول گیا اور جلدی میں چلتے چلاتے دستخط کر دیئے۔ مولوی صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد خیال آیا تو مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ آپ مجھے اطلاع بخشیں میرے دستخط کس عبارت کے نیچے ہیں؟ +

یہ قول عزیز مولوی صاحب کا خلیفہ حامد کے دوسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ثابت کر رہا ہی اور بتا رہا ہے کہ عزیز مولوی محمد حسن صاحب نے فتویٰ پر خود دستخط کیا تہا۔ نہ خاکسار نے اور عزیز مولوی صاحب نے اپنے خط میں ظاہر نہیں کیا کہ میرا نام نہ لکھنا پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۵۔ جولائی ۱۸۹۳ء کو جناب کا خط میرے نام آیا جسکا مضمون یہ تہا۔ ہم نے سنا ہے تکفیر میں تمھیں شک و تردد ہے۔ کیا یہ تردد پہلے سے تہا یا منشی احسن کا رسالہ دیکھکر پیدا ہو گیا +

یہ قول عزیز مولوی صاحب کا خلیفہ حامد کے تیسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ظاہر کر رہا ہی اور بتا رہا ہے کہ میں نے عزیز مولوی صاحب کو مباہلہ کی بابت کچھ نہ لکھا تہا صرف رسالہ تحذیر کا کچھ اُن پر اثر کرنا سنکر اس کی بابت کچھ لکھا تہا +

پھر عزیز مولوی صاحب مزید وجہ عدم تکفیر کی بابت لکھتے ہیں +

رات کو مسئلہ تکفیر کا ذکر آیا خاکسار نے عرض کیا کہ مجھے توقف ہے اور یہ بہی عرض کیا کہ تکفیر سے غرض یہ ہے کہ عوام بچ جائیں اور ایسے شخص کو چھوڑ دیں۔ مگر اس زمانہ میں ایسے فتوؤں کا کچھ اثر نہیں ہوتا لوگ ڈرتے نہیں بلکہ ہنستے ہیں اور کافر کہنے والوں کو کافر کہدیتے ہیں۔ اس پر لودہیانہ کا ایک قصہ بہی سنایا کہ چند شخصوں کی ہمارے مفتیوں نے تکفیر کی تہی مگر کچھہ اثر نہ ہوا۔ مسجد میں جناب کی اور خاکسار کی اس بارہ میں گفتگو ہرگز نہیں ہوئی +

×× حضرت من ایک اور بات مجھے اللہ کریم نے یاد دلائی وہ یہ ہے کہ جب رات کو آپ مجھہ سے تکفیر کی بابت پوچھہ رہے تھے اسوقت میر ناصر نواب صاحب کا ذکر خیر کیا جناب نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ میر صاحب مسلمان ہیں نیت بخیر ہیں اور دہوکے میں آ گئے ہیں " اس مزید وجہ عدم تکفیر سے جو فائدہ عزیز مولوی صاحب کا ہے اسکو وہ جانتے ہیں یا اور سمجھنے والے اس وجہ سے ہم بھی ایک فائدہ اُٹھاتے اور اپنے ناظرین کو پہنچاتے ہیں۔ اس وجہ سے ثابت ہے

کہ اگر شوکت اسلام ہو اور علماء کے فتووں کا مخالفوں پر بھی اثر پڑے تو عزیز مولوی صاحب اپنے تردد و توقف کو دور کریں اور کادیانی کا کفر ثابت کر کے ضرور اسکو وہ سزا دیں جو خلفاء اسلام کے وقت زندیقوں کو مل چکی ہے +

میر ناصر نواب کے متعلق جو عزیز مولوی صاحب نے ہمارا خیال نقل کیا ہے۔ وہ ابتک ویسا ہی ہے۔ ہمارے خیال میں ناصر نواب کادیانی کی طرح زندیق چھپا مرتد و معاند نہیں ہے بلکہ وہ دہوکہ میں آگیا ہے۔ آپ مع الخیر عامی ہو کر تقلید سلف چھوڑ کر مجتہد بنے ہوئے ہیں۔ لہذا جس آیتہ یا حدیث کے معنے جو کادیانی کہدیتا ہے وہ اسکو مانکر اسکے پیرو ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اشاعۃ السنتہ دیکھ کر ان معنے کا کفر ہونا سمجھ لیتے ہیں تو توبہ کر لیتے ہیں۔ نہ ذاتی علم رکھتے ہیں نہ ذاتی فہم +

یہ امر ان سے دو دفعہ وقوع میں آچکا ہے۔ ایک دفعہ روپڑ ضلع انبالہ میں دوسری دفعہ پٹیالہ میں۔ تیسری دفعہ کادیانی کے دام میں پھنسکر وہ کادیانی کے بہکانے سے اشاعۃ السنتہ کی خریداری موقوف کر بیٹھے ہیں۔ اس لئے نئے پرچے اشاعۃ السنتہ دیکھکر وہ تائب نہیں ہوئے۔ وہ خاکسار سے ایک دفعہ ملیں یا اشاعۃ السنتہ جلد ۱۵ وغیرہ دیکھیں تو امید ہے ضرور وہ راہ راست پر آجائیں۔ اللہم وفقہ لذالک

ایک اور تحریر میں کادیانی اور اسکے خلیفہ حامد سیالکوٹی کی تازہ دروغ گوئی

کادیانی صاحب نے اپنے خلیفہ حامد سیالکوٹی سے رسالہ "جنگ مقدس کا فوٹو" لکھوایا تو اُس میں مباہلہ کا قصہ بھی درج کرا دیا اور اُس میں بہت سے جھوٹوں کے ساتھ ایک یہ جھوٹ صفحہ ۳۱ میں درج کرایا۔ کہ مولوی محمد حسین کے اس سوال "پر کہ آپ اس طرح دعا کریں کہ الٰہی میں نے جو اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے ملائکہ سے انکار کیا ہے معراج سے انکار کیا ہے بہشت و دوزخ سے انکار کیا ہے۔ اگر ان کفریات میں میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیج" حضرت اقدس مرزا صاحب نے

فرمایا کہ میں تو مسلمان ہوں اور ایسی باتوں کا منہہ پر لانا کفر سمجھتا ہوں پھر یہ کیسے کہوں۔ پھر آپ نے صاف یہ کہدیا کہ ہم یوں کہدینگے کہ اے اللہ تعالیٰ جو کچھہ میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اگر اس سے میرا نبوت کا دعویٰ ہے یا ملائکہ سے انکار یا معراج سے انکار تو مجھہ پر لعنت بھیج اس پر بھی شیخ جی مباہلہ سے منکر ہو گئے +

یہ بیان سراسر کذب و بہتان ہے۔ نہ مینے اس عنوان سے دعا کا سوال کیا۔ نہ کادیانی نے اس عنوان کی دعا سے پہلے انکار اور پیچھے اقرار کیا +

میرا سوال یہ تھا کہ اگر آپ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے ہیں۔ اور خود مسیح موعود اور مدعی نبوت ہیں اور نفی نزول ملائکہ اور معراج جسمانی آنحضرت کو حق سمجھتے ہیں تو یوں دعا کریں کہ الٰہی اگر میں ان اعتقادوں میں جھوٹا ہوں تو مجھہ پر لعنت بھیج۔ اور اگر ان باتوں کے آپ مدعی و قائل نہیں تو یوں دعا کریں کہ الٰہی ان باتوں کا میں قائل ہوں تو مجھہ پر لعنت بھیج۔ کادیانی نے دونو صورت سوال سے دعا کرنا منظور نہ کیا۔ صرف مجملاً یہ کہنا چاہا کہ جو کچھہ مینے اپنی کتابوں میں لکھا ہے وہ سب خدا و رسول کے فرمودہ کے مطابق ہے۔ اور مباہلہ سے گریز و فرار اختیار کیا اسکی تفصیل بادلیل اس مضمون میں ہوگی جو بعنوان "مباہلہ سے کادیانی کی گریز" ہم عنقریب شایع کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اس مقام میں ہم اہل اسلام حاضرین جلسہ کی شہادات پیش کرتے ہیں جو انہی دنوں میں ہم نے بذریعہ استشہاد حاصل کی تھیں۔ مولوی عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں +

بیشک مولوی محمد حسین نے مرزا کادیانی سے بطریق تفصیل مباہلہ کے خواستگاری کی۔ اور فرمایا کہ اگر تفصیل سے اُس کو انکار ہو۔ تو حاضرین مجلس اس انکار کو گریز تسلیم کریں۔ پھر میں اُسی اجمال پر اُن سے مباہلہ کرونگا۔ مگر کادیانی نے اُس امر کو منظور نہ کیا۔ آخر الامر انسپکٹر نے بعد نکالدینے مرزا کے عیدگاہ سے مولوی محمد حسین صاحب کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ مرزا چلا گیا ہے آپ بھی تشریف لیجاویں +

عبد اللہ عفی عنہ ساکن امرتسر

شیخ عبدالعزیز صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام امرتسر لکھتے ہیں۔
میں عیدگاہ میں موجود تھا مولوی ابوسعید صاحب کا میں پیغام لیکر گیا تھا لیکن افسوس کہ مرزا صاحب نے مولوی ابوسعید صاحب کی کچھ نہ سنی۔

محمد عبدالعزیز

انہی صاحبوں کی تائید و تصدیق بیان میں بہت سے حاضرین و ناظرین جلسہ حسب تفصیل ذیل اپنے دستخط اور العبد کرتے ہیں۔

احمد علی بن عبدالجبار ابن عبداللہ غزنوی

حافظ عمرالدین الگجراتی الڈنگوی حال وارد امرتسر

عبیدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن عفا عنہما الجنان عمرپوری

عبدالملک بن سید احمد غزنوی

عبدالاعلیٰ بن عبدالعزیز غزنوی

خاکسار محمد اسمعیل ساکن موضع بنبانوالہ

ابوالمبارک عبدالرحمٰن بریلوی حال وارد امرتسر

فضل حق حسین پوری

مجید حسن حسین پوری

عاجز ہم در میدان مباہلہ حاضر بود کلام خصمین از باعث کثرت ازدحام بسمعم نہ رسید مگر از ان اشخاص کہ حاضرین آن مجلس بودند و روات ثقات اند ہمیں شنیدم کہ کادیانی از مباہلہ بالتفصیل انکار کرد و فرار نمود۔

احمد بن عبداللہ غزنوی

ابوادریس عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ غزنوی

وبھی الشہد عبدالاول بن محمد بن عبداللہ غزنوی

پیر جمال الدین امام مسجد تیلیاں والی

امیر بخش خیاط

اللہ بخش عرف خدا بخش

اللہ بخش

قادر بخش

غلام قادر

عبداللہ

اسداللہ

محمد سلطان

اللہ بخش	محمد رمضان خیاط	عبدالرحیم	حافظ نور احمد
شیر محمد صوفی	محمد یونس حسین پوری	نور الدین حاضر مجلس	
غلام مصطفیٰ خان سابق صدر منصرم امرتسر کٹڑہ مہاں سنگھ	غلام محمد رنگریز ساکن امرتسر کٹڑہ آہلو والیاں		
الٰہی بخش ساکن امرتسر کٹڑہ لوہگڑہ ذات افغان پیشہ رنگریزی حاضر مجلس	یہ واقعہ مینے بھی اس مجلس میں سُنا عبدالواحد المعروف نظام الدین خان محافظ دفتر ضلع امرتسر		
محمد یاسین ٹھیکہ دار حسین پوری	شیخ احمد چپراسی تحصیل امرتسر		
امانت اللہ بن رحیم بخش	اللہ بخش	تاج الدین	

شاید کادیانی یا اُسکے خلفاء ان شہادات کی نسبت شہادت جلسہ اخیر مباحثہ لودیانہ کی مانند یہ اعتراض کریں کہ ان میں کسی رئیس کی شہادت نہیں صرف مولویوں اور آپکے پیروان کی شہادتیں ہیں اُنکا جواب یہ ہے کہ آپنے بھی اپنے بیان متعلق مباحثہ پر کسی رئیس کی شہادت درج نہیں کی صرف خواجہ یوسف شاہ صاحب رئیس امرتسر کا نام لکھدیا ہے جیسا کہ مباحثہ لودہیانہ کے متعلق صرف چند اعیان کے ناموں کی فہرست چھاپ دی تھی آئندہ آپ کسی رئیس کی شہادت اپنے بیان کی صدق چھاپ دینگے۔ تو ہم بھی اپنے بیان کی تصدیق اسکی مثل شہادت پیش کرینگے۔ تازہ دروغ گوئیاں اِن حضرات کی اور بہت ہیں مگر بیان کو جگہ نہیں وہ پھر سہی